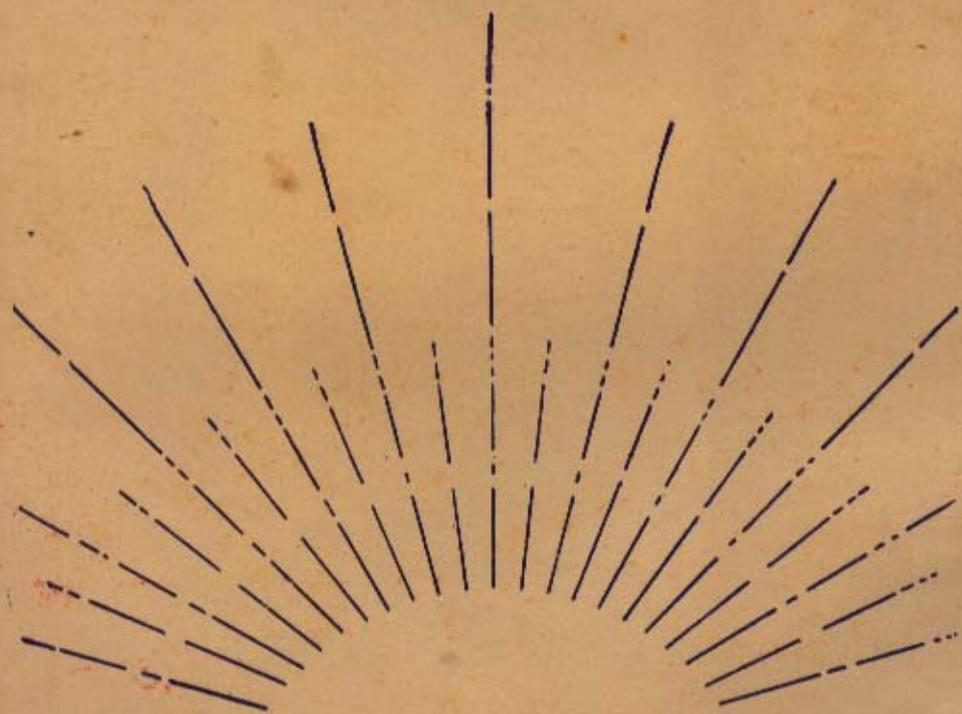


ماهنامه
بزرگی دیوبند



مترجم: عامر عثمانی وزیر فضل عثمانی (فاسلین دیوبند)

جلد ۷

دیوبند

تجلی

ماہنامہ

شمارہ ۷

ہر انگریزی ہفتے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے

معززین سے سالانہ قیمت حسب استظا

عام سالانہ قیمت پانچ روپے فی پرچہ

غیر مالک سے سالانہ چندہ ۱۲ شلنگ شکل پوسٹل آرڈر

بابت ماہ اکتوبر ۱۹۵۵ء

صفحہ	صاحب مضمون	مضمون	نمبر شمار
۸	ادارہ	آغاز سخن	۱
۱۲	جناب وحید الدین خالص صاحب	موت سے پہلے	۲
۱۵	ادارہ	تجلی کی ڈاک	۳
۲۲	جناب شیخ احمد صاحب	حضرت فضیل بن عیاض	۴
۲۸	جناب شاعر فقیر پوری	غزل	۵
۳۰	جناب حافظ دھام پوری	اسلام	۶
۳۱	مولانا ابن العرب مکی	مسجد سے بیخانہ تک	۷
۴۱	جناب حفتران احمد غفران	نور و ظلمت	۸
۵۰	جناب قمر بہرامی	حق و باطل	۹
۵۲	مختلف شعراء	منظومات	۱۰
۵۵	جناب مولانا منظور نعمانی	تقدیر کا ماننا بھی شرط ایمان ہے	۱۱

پاکستان کا پتہ: جناب شیخ سلیم اللہ صاحب

ترجیب دینے والے

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ

۲۰۷۵ ناظم آباد کراچی (پاکستان)

عام عثمانی وزیر افضل عثمانی

دفتر تجلی دیوبند ضلع سہارنپور

(دیوبند)

عام عثمانی پرنٹر پبلشر "محبوب المطابع پریس" دہلی سے چھپوا کر اپنے دفتر تجلی دیوبند سے شائع کیا۔

انجمن

الحمد للہ علی احسانہ... جلی ماہ اگست ۱۹۵۵ء کی عدم اشاعت سے جو خلا پیدا ہو گیا تھا، شکریہ وہ اگست و ستمبر کی مشترکہ اشاعت سے پُر ہو گیا، اگرچہ راقم الحروف کی دیکھ دیکھ بیماری اور وقتاً فوقتاً اس کی شدت تجسلی کے حسن صورت و صورت کی تزئین میں رکاوٹ بنتی رہی ہے اور طباحت و صبح وغیرہ میں بعض ایسی خامیاں پائی جاتی رہی ہیں جن سے قابل نظر اندازی نہیں قرار دیا جاسکتا، تاہم لاکھ لاکھ شکریہ کی مستحق ہے وہ ذات جس نے خامیوں کو محاسن پر غالب نہیں آنے دیا اور جلی کی وہ افادیت جو موجودہ تاریک ماحول میں مینارۃ نور ہے چراغ ہدایت ضرور ہے اور اپنی جگہ بڑی قیمت و وقعت رکھتی ہے، ضائع نہیں ہونے پائی، اگرچہ ایک ایڈیٹر کے لئے غزوہ تار و پل مفید نہیں، اور شمسے میں جو بھی خامی جس بھی وجہ سے پائی جائیگی اس کی تمام تر ذمہ داری اسی پر عائد ہوگی، تاہم قدرتی اپنے غلیظ سے یہ عرض کیے بغیر نہ رہیگا کہ بیماری اور بے مانگی کے مشترکہ غم کے پیش نظر وہ زیادہ سخت گیری سے کام نہ لیں مخالف و معاند ماحول و ہمت شکن احوال میں ایک ایسی آواز بلند کرتے رہنا جو عصر حاضر کی سماعت کے لیے یاوگراں ہو اور مفاد پرست مصلحت کش دنیا سے کسی قیمت پر برداشت نہ کرنا چاہئے سخت دشوار ہوا کرتا ہے، غیر تو خیر اپنی ہی کی ریشہ رداہیوں اور کرم فرمایوں کا مقابلہ لڑ لیکہ بہت مشکل ہو جاتا ہے سرمایہ نہ ہوا تو اور بھی طرح طرح کی ایٹھیں پیدا ہوتی ہیں، سب پر متفاد و مشیت کی عطا کردہ بیماری اور شدیدہ ہم بیماری، اس صورت حال میں ہم توقع رکھتے ہیں کہ ارباب فنون کا دلی تعاون ہمیں اسی طرح حاصل رہے گا جس طرح اب تک رہا ہے اور وہ بلا برقی کی توسیع اشاعت میں سہی فرماتے رہیں گے۔

سوالات کی پوچھا ر "جلی کی ڈاک" کا عنوان جلی میں تقریباً شروع ہی سے چل رہا ہے اور اس کا واحد مقصد یہ ہے کہ عوام مسائل ضروریہ سے واقف ہوں اور اپنے قول و عمل کو شریعت کے زیادہ سے زیادہ مطابق بنا سکیں، یہ مقصد کس حد تک پورا ہو رہا ہے اس کا صحیح فیصلہ تو ناظرین کر سکتے ہیں ہم تو آمدہ سوالات کی بہتاد و قبسط کے پیش نظر صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ناظرین کی دلچسپی اس موضوع سے بہت زیادہ رہی ہے اور آگے آگے بڑھتی ہی جا رہی ہے دلچسپی کے لیے تو لائق انبساط و مسرت کی جاسکتی ہے کیونکہ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ادا راکہ محنت و سامگان نہیں جا رہی، لیکن بعض پہلوؤں سے یہ ہمارے لیے دھیر پریشانی بھی بن گئی ہے جس پر توجہ دینا بہت ضروری ہے۔

ایک پہلو تو پریشانی کا یہی ہے کہ صفحات کم ہیں سوالات زیادہ، سوالات کے فائل میں ہمیشہ اضافہ ذہبی ہوتا رہتا ہے، اور بعض استفسار تین تین چار چار صفحے نمبر پر نہیں آتے جن کے باعث ہمیں میگزینوں شکایت و تقاضے کے خطوط سے دوچار ہونا پڑتا ہے اگرچہ سوالات کی اس کثرت کی بڑی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ زیادہ کرم نشر ماموال کرنے کے لیے کوئی اونٹنا اور دقح معیار سامنے نہیں رکھتے، بلکہ جو بھی آتا یا جس طرح چاہا پوچھ لیا۔ وہ نہ تو اپنے سوالات کے تقاضے و سببے و ذنی کا احساس رکھتے ہیں نہ یہ سمجھتے ہیں کہ جواب دہیے والا کتنی ذمہ داریوں میں جکڑا ہوا ہے، بس سوالات بھیجے اور تقاضا شروع کر دیا کہ جلد چھاپو، اسی پر میں کئی ایسے سوال جواب بھی اضطراباً چھپ جاتے ہیں جن کا کوئی حاصل نہیں ہوتا جو فضول قیمتی جگہ گھیرتے ہیں اور جن کی اشاعت ان علم قادرین کے احساس و ادراک پر گراں گذرتی ہے۔

دوسرا پہلو پر لٹائی کا یہ ہے کہ بعض دوست پوری پوری کت ہیں پھر دیتے ہیں کہ انھیں پڑھ کر مفصل جواب شرائع کردہ پورچوری سے جائے پھر پھیری سے نہ جائے، جن کو کوئی فطرت ہی میں شریعتی اور لفظی و فقہی پر داری ہے وہ آجکلے نازک دور میں بھی باہمی جنگ و نزاع کی جھڑپوں کو ہوا سے نیکنے پوسٹراہ پھلتا اور کٹیجے شائع کرتے رہتے ہیں، وہی مسائنہ خلع الامام، امین بالجہرا، تعداد کعات تراویح وغیرہم، کسی کتابچہ کا نام ہے "سورہ ہابیت" کوئی مضمون بہ النعل جیلے راسل اللہ جمال ہے، کوئی "دیوبندی فتنہ" ہے، کوئی "فتنہ الاحناف" ہے، کسی پوسٹر کا عنوان ہے "ہابیت کی تاریکی سے سنت کی روشنی میں آئیے" کسی پھلت کا سرنامہ ہے "احناف کی ہٹ دھرمی"..... "فاکے کے شیر ناز نہیں ہوتی"..... "تعلیم کفر ہے" وغیرہ وغیرہ۔

اب فرمائیے بیچنے والوں سے تو یہ چیزیں ہیں اور وہ منصوص نہیں اور ان کی دین داری کا ٹھکانہ تقاضا ہی ہے کہ ان چیزوں پر سیر حاصل ہوسکے کئے جائیں تاکہ عوام گمراہی سے بچیں لیکن ہمارے لئے اس تبصرہ و تنقید میں چوشدید و شماریاں ہیں انہیں انھوں سے توجہ نہیں فرمائی، اول تو فتنہ پردازوں کی بیجا جہاش بکھری کہ "پر توجہ دینا اور وقت صرف کرنا ہی کسی عقیدہ دہلی اہل کے لئے ممنوع نہیں، دوسرے ایک مختصر کتابچے پر ہی سیر حاصل تبصرہ کا مطلب یہ ہے کہ ضروری عبارات تو اس کی نقل کی جائیں اور پھر اپنی رائے بیان کی جائے، چونکہ یہ کتابچے محض عناد و فساد کے جذبے سے لکھے جاتے ہیں اور ان میں کلیس و فکارتی کی بہتات ہوتی ہے اس لئے ان کے جواب میں کافی تفصیل و تنبیہ کی ضرورت ہوتی ہے، مثلاً یوں دیکھئے، کسی باطل عقیدے کے استدلال میں چند وہ حدیثیں پیش کیجاتی ہیں جو فی الحقیقت قابل استدلال نہیں بلکہ اہل مسلم نے بار بار ان کا نقص و ضعف واضح کر کے مقابلہ کی دوسری قوی حدیثیں پیش کی ہیں اور عقیدہ صحیح واضح کیا ہے، اب ہمارے لئے لازم ہوا کہ جواب میں ان حدیثوں پر مکمل فتی بجائیں کہیں اہل علم کے دلائل لائیں اطمینان نام تفصیلات کو دہرائیں جو

بار بار دہرائی جا چکی ہیں، اس کے لئے جس قدر وقت اور گنجائش دے گا، رہے وہ محتاج بیان نہیں، اگر کوئی ضروری لائق تنقیح مسئلہ ہو کوئی نینا دی بحث ہو، کوئی فیصلہ طلب فقہی ہو تو خیر وقت اور گنجائش کا لانا ہمارا فرض ہے، لیکن جب فقہی مصلحت حاصل اور بے عمل ہو تو گویا نکو اور کس لئے ہم اسپر توجہ دیں۔

فانتم خلف الامام اور امین بالجہر جیسے مسائل پر ماضی میں تفتی بجائیں ہو چکی ہیں، کوئی نئی بات ان کے سلسلہ میں نہیں کی جاسکتی چونکہ ان بحثوں میں اکثر ایک نہ ایک جانب خدا اور خدا اور ہٹ دھرمی رہی ہے، اس لئے یہ بحثیں صحیح و صحیح ہوتی چلی گئیں اور کچھ غیر جانبدار عوام کو ان کا فائدہ پہنچا لیکن جمہوری طور پر انکا نقصان یہ ہوا کہ جن مسلمانوں کو تبلیغ و تعلیم کے اہم ترین کاموں میں صرف ہونا تھا وہ ان بحثوں میں صرف ہوتی رہیں اور احیائے دین کا بنیادی کام رک گیا، جو لوگ دین کا وسیع ترین حصہ نہیں دیکھتے وہ شاید ان جزئی بحثوں کو بھی احیائے دین ہی کی کوششوں کا نام دیں، لیکن ہم دین کے وسیع حصہ کے پیش نظر انھیں یہ جامع نام نہیں دے سکتے، بیشک عقائد صحیحہ کا اثبات و اعلان اہل حقانہ دین ہی میں شامل ہے، لیکن دین کو غالب دسہراہ کرنے کے لئے جن بنیادی اصول و مسائل کی قوی و جلی تبلیغ ضروری ہے وہ انہیں شامل نہیں ہیں۔

خیر ہم اس اعتبار سے اس طرح کی سابقہ بحثوں اور دوسرے آراء کی کو حق ماننے لیتے ہیں کہ ان کے ذریعہ بہت سے فردی مسائل کی تنقیح ہوگئی اور عوام کے سامنے موافق و مخالف دلائل آئے ضعیف و موضوع احادیث سے استدلال کا درد اذہ بند ہو گیا صحیح و ثقاہد احادیث سامنے آگئیں، امیر امام کی رائے اور طرز فکر واضح ہوگئی طالبین حق کے لئے گوہر مقصود پانے کے وسائل و ذرائع حیات ہو گئے۔

یہ بے شک اہم کام ہوا، لیکن اب زمانے کے حالات و تقاضے بدل چکے ہیں، قطعاً لا حاصل ہے کہ گزشتہ برسے اٹھارے والوں سے ہم پھر اسی طرح الجھیں جس طرح پہلے الجھو جایا کرتے تھے جن دلیلوں کو بار بار دیکھا چکا، جن شو اہد کو متعدد بار قطعاً ثابت کر دیا گیا ان کی تغلیط و ترموید میں اب پھر وقت ضائع کئے جانا میسر ہے

اور اس لیے اور بے سود ہے کہ حالات اور ماحول ہم سے کچھ اور تقاضا کر رہے ہیں، خود کیا جائے، ایک شخص امام عظیم کی تعریف میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا، دوسرا اس کے برخلاف پڑھتا ہے، ایک شخص امین زور سے کہتا ہے دوسرا چپ چاپ پڑھتا ہے، ایک شخص ناف پر ہاتھ باندھتا ہے دوسرا اپنے پر، آخر اس جہت سے فرق سے دین دنیا کے کس مسئلہ پر کیا اثر پڑتا ہے، جبکہ یہ طے شدہ ہے کہ چاروں امام حق پر ہیں اور جو شخص بھی نیک نیتی کے ساتھ جس امام کی تقلید کرے گا حق پر ہی ہوگا، کس امام کا تقویٰ بہتر ہے؟ کس کے دلائل مضبوط ہیں؟ کس کا طرز فکر و مابہ کے تقاضوں سے زیادہ ہم آہنگ ہے؟ یہ جاننے اور سمجھنے کے لیے مختلف موضوعات پر ہمارے اسلاف کی مستقیماً تحقیق اور تشریحیں اس کافی حد تک موجود ہیں کہ ہر طالب تحقیق کے لیے کافی دشانی ہو سکتی ہیں، جو طالب حق اب تک کسی ایک امام پر مطمئن نہیں ہوا، وہ کتب و رسائل کا مطالعہ کرے، حدیث و قرآن دیکھے اور کسی فیصلہ پر پہنچے، پھر جو امام بھی اس کے عقل و فہم میں زیادہ پسندیدہ و لائق تقلید و تھیروے اسے منتخب کرے اور اس کی قدر پر عمل کرے جائے، یہ قطعاً بے عمل اور تقاضائے وقت کے خلاف ہے کہ جو لوگ اس کے پسندیدہ امام پر متفق نہیں ہیں اور کسی دوسرے امام کو منتخب کئے ہوئے ہیں، ان کے عقائد و اعمال کے رد و ابطال کی کوشش کرے اور لفاظی و جدال کا باعث بنے، اصل کام کرنا یہ ہے کہ نئے زمانے کے حقیقت جو اسلام کی کتنی ہی تبدیلیوں اور اصول و منطریات کو متاثر ہے ہیں اور عصر حاضر کے نئے حقدار جو نظریوں اور آراء کی ہستی میں دل و دماغ پر اپنی خدائی کا سکہ بٹھاتے جا رہے ہیں ان کا مقابلہ کیا جائے، انھیں رک دینے ان کے رعب و وقار پر ضربیں لگانی جائیں، اس کے علاوہ عالمین میں جو بدعتیں اور گمراہیاں دین کے نام پر داخل ہو گئی ہیں ان کو میا میٹ کر کے اعلیٰ قرآنی دین سامنے لایا جائے۔

دافع رہے کہ فاتحہ و آئین کا معاملہ بدعات جیسا نہیں بدعت خواہ کتنی ہی چھوٹی ہی ہو لیکن اس سے فرد ہی ہیکر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، بدعت ہی وہ سب سے مہلک اور خطرناک چیز ہے جس نے ہر دور میں دین کی شکل بگاڑی، یہ عالم دین کے

فرق مقدس کو ٹھن کی طرح اندر ہی اندر چاٹ کر کھوکھلا کر دینا ہے، اور اس کی پیدائشی بنی خرابیاں چنگیز و ہلا کو اور استان دین کی پیداکر وہ بے دینیوں سے کہیں زیادہ خستہ و خراب ہیں یہ دین کا لباس پہن کر آتا ہے اور بے شکا مابل دین کا اعتقاد حاصل کر کے انھیں بر یاد کرنا ہے، یہ وہ دشمن ہے جسے بدعتیوں سے درست سمجھ لیا جاتا ہے، یہ وہ زہر ہے جسے آب حیات سمجھ کر نوش کیا جاتا ہے۔

جو لوگ بدعت کو بھی فرد ہی مسئلہ سمجھ کر اس سے صرف خطر کی تعلیم دیتے ہیں، اور محض ایجابی تعلیم تبلیغ ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں ان سے ہمیں سخت اختلاف ہے، تخریب کے لیے اگر یہ فروری ہے کہ زمین کا صیغہ جبر کو بنیاد دین رکھی جائیں، شکستہ کھنڈر ڈھائے جائیں، بھاد رت سے مٹی بھرا کر کھائے اور اجائے دین کے لیے بھی یہ فروری ہے کہ ایجابی تعلیم و دعوت کے ساتھ ساتھ بدعت اور اختراع دین کی تخریب کی جائے، بدعت کی رعایت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دین کے سبب خطرناک دشمن کو ریشہ روانی کیلئے آزادی دیدی گئی۔

کہنا یہ تھا کہ جن مہتمم بھائیوں نے فاتحہ و آئین جیسے فردی مسائل کے بارے میں چھپے ہوئے پوسٹر اور کتابچے وغیرہ ہمیں اس غرض سے بھیج رکھے ہیں کہ انہیں مفصل تبصرہ کریں وہ مذکورہ بالا معروضات پر غور فرماتے ہوئے تبصرہ کا اہتمام چھوڑ دیں اور آئندہ اس طرح کی چیزیں بھیجنے سے ہم سب کو روکیں :- بیکر ایسے موضوعات کے سوالات بھی نہ بھیجیں، ہاں بدعات و خرافات کے تلبیب ہیں وہ یقیناً ہماری خدمات حاصل کر سکتے ہیں اور اس باب میں وہ انشاء اللہ ہمیں حق المقدر و سہینہ سپر اور مرد میدان پائیں گے دوسری گزارش یہ ہے کہ کلی کی ڈاک کے لیے سوالات بھیجنے میں اجاب کو ذرا زیادہ بلند معیاری اور سنجیدگی سے کام لینا چاہیے، لحاظ، حرقت اور مصلحت نوازی کی ایک حد ہوتی ہے مجیب جتنی اگر لفظاً و حرقتاً میں بہت سے ناقابل اشاعت سوال بھی شائع کر دیتے ہیں اور بار بار کی تہنیر کے باوجود تکرار نہیں ہوتے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ناظرین کو کام ان کی طرف سے ناجائز فائدہ اٹھاتے چلے جائیں، سوال بھیجیے اور غور فرمائیے

مگر تمام شرائط کا لحاظ رکھیں اور مجیب تجلی کی عبور یوں کا احساس فرمائیے، سوالات کی کثرت کا حال یہ ہو چکا ہے کہ فی الوقت قائل میں اپریل ۱۹۵۷ء تک کے بعض سوالات موجود ہیں اور

جہاں ان کے مؤخر ہو جانے کا سبب سوالات کی کثرت ہے وہاں یہ بھی ہے کہ ان میں مناسب وزن نہیں ہے اور بہت سنگین اور آہستہ سوالات اپنے وزن کے باعث اشرقت پذیر ہو چکے ہیں۔



اگر اس دائرے میں سفید نشان ہے تو سمجھ لیجئے اس پر حشر پر

آپ کی حشریاری ختم ہے، یا تو آپ مئی آرڈر سے سالانہ قیمت سمجھیں یا دی۔ پی کی اجازت

دیں، یا اگر آئندہ حشریاری جاری نہ رکھنی ہو تب بھی اطلاع دیں۔

خاموشی کی صورت میں ہم اگلا پرچہ دی پی کی بھیجیں گے

جسے وصول کرنا آپ کا فرض ہوگا

منیجر

ماہنامہ حشری کے سفید نشان کے تاثرات

کاروانِ حجاز

کتاب پڑھتے ہوئے آپ محسوس کریں گے کہ جیسے خود بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں اور رضہ رسول پر حاضر ہیں! شعر و ادب، جوش بیان اور قوت مشاعرہ کا خوش گوار امتزاج! خدا و رسول کی محبت ہر سطر میں جھلکتی ہوئی! کتاب ناول سے زیادہ دلچسپ اور لائق دُگل سے زیادہ رنگین و پاکیزہ۔

سفر نامہ نہیں دین و دانش کا مشورہ! دینی دلولوں کو پیام بیداری، کاسر ان حجاز اور مالک القاری جیسے ادیب و شاعر کی حدی خوانی آپ کے دل کی دھڑکنیں گنگنائیں گی، اور آپ کی آنکھوں سے خدا و رسول کی عبت کے آنسو رواں ہوں گے، جو بصورت سرور قی، دیدہ زیب کتابت و طباعت، قیمت مجلد چار روپے، علاوہ محصول ڈاک۔

مکتبہ تجلی دیوبند۔ پی۔ پی



ازوجید الدین خاں

انہوں نے اس سلسلہ میں بہت سی حدیثیں سنائیں جن میں بتایا گیا تھا کہ توبہ کی اہمیت کیا ہے اور اس کے بعد آدمی کس طرح پاک صاف ہو جاتا ہے ۱۹ انہوں نے پیغمبر کے زمانہ کا ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک عورت آپ کے پاس آئی وہ زنا سے حاملہ تھی۔ اس نے کہا مجھ پر حد جاری کیجئے۔ آپ نے فرمایا بچہ پیدا ہونے کے بعد آنا۔ وہ پھر آئی تو آپ نے فرمایا کہ جب بچہ کو پوری مدت دودھ پلا جسکو تب آنا۔ وہ چلی گئی اور تقریباً دو سال بعد پھر آئی تو آپ نے سزا کا حکم دیا اور وہ پھر مارا مار کر ہلاک کر دی گئی پھر آپ نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ ایک شخص نے پوچھا کہ آپ اتنے بڑے جنازہ کی نماز پڑھتے ہیں پھر فرمایا اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اس گنہگار کے ستر آدمیوں پر بانٹ دی جائے تو ان سب کے لئے کافی ہو۔

یہ باتیں رات بھر اس کے کانوں میں گونجی رہیں۔ اب سو چند سال پہلے اس کی زندگی نہایت غلط تھی یہ لیکن جیت سے اسے حتیٰ کا مشورہ نصیب ہوا اس نے اپنے آپ کو بالکل بدل ڈالا تھا۔ اب وہ ایک ذمہ دار شخص تھا۔ وہ خدا سے ڈرتا تھا۔ پہلے وہ سنی مسلمان تھا۔ مگر اب اس نے جان بوجھ کر اور اپنے فیصلہ کے تحت اسلامی طریق زندگی کو اختیار کیا تھا۔ وہ اکثر سوچتا تھا کہ اپنی پہلی زندگی میں جو غلط کام میں نے کئے ہیں ان کی تطانی اب کس طرح ہو سکتی ہے۔ وہ اسکے لئے بار بار خدا سے معافی کی دعا کرتا تھا۔ مگر کل رات کے دوپہر نے تو اس کو بالکل بوجھلادیا تھا۔ وہ سوچتا تھا کہ خدا کے معاملہ میں جو قصور میں نے کئے ہیں وہ تو خدا معاف کر سکتا ہے۔ مگر بندوں کے ساتھ جو زیادتی میں نے کی ہے وہ تو اسی وقت معاف ہو سکتی ہے جبکہ خود وہ شخص معاف کر دے جس سے وہ چیز متعلق ہے۔ آج ساری

اللہ اکبر اللہ اکبر۔ قریب کی مسجد سے توذن کی آواز بلند ہوئی اور اس نے جانا کہ صبح ہو چکی ہے۔ اس کا کلمہ آنسوؤں سے تر تھا۔ وہ آج رات بھر سو یا نہیں تھا۔

رات نماز عشا کے بعد اس کے قریب کی مسجد میں ایک عالم نے حدیث کا درس دیا۔ یہ درس گناہوں سے توبہ کے بارہ میں تھا۔ انہوں نے نبوت کے بعد آنے والے حالات کا ذکر کیا اور بتایا کہ توبہ کرنے کا جو کچھ موقع ہے اسی زندگی تک ہے۔ اس کے بعد پھر افسوس کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ انہوں نے توبہ کے اصول بتائے ہوئے کہا کہ یہ محض زبان سے کہہ دینے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ گناہوں کی تطانی کرنے کو توبہ کہتے ہیں اور اس کی خصوصیت شرطیں ہیں آدمی اگر ایسا گناہ کرے جو بندے اور خدا کے درمیان ہو۔ کسی دوسرے شخص سے کوئی واسطہ نہ ہو تو اس کیلئے تین شرطیں ہیں۔

پہلی یہ کہ جو گناہ کر رہا تھا اس کو اب بالکل چھوڑے۔ دوسری یہ کہ اپنے اس کام پر شرمندہ ہو اور تیسری یہ کہ وہ اس بات کا فیصلہ کرے کہ دوبارہ اس کام کو نہیں کرے گا۔ ان تین شرطوں میں سے ایک بھی اگر پوری نہ کی تو توبہ صحیح نہ ہوگی۔ اسی طرح گناہ اگر کسی آدمی سے متعلق ہو تو پھر توبہ کے چار شرائط ہیں۔ یہ ہیں جو ابھی بیان ہوئیں۔ اور چوتھے یہ کہ جس کی حق تلفی کی ہے اس کا حق ادا کرے۔ کسی کا مال یا اور کوئی چیز زنی ہو تو اس کو ٹوانا ضروری ہے۔ کسی پر جھوٹا الزام لگایا ہو تو اسلامی قانون کے مطابق اپنے آپ کو سزا کے لئے پیش کرے یا پھر معافی مانگے۔ اگر غیبت کی ہو تو اس کی تطانی کرے۔ اسی طرح ایک ایک گناہ سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ ورنہ جس گناہ سے توبہ نہیں کرے گا وہی اس کے ذمہ چھوڑا جائے گا

کہ وہ دونوں عزیزوں کے پاس جا کر ان سے اپنا جرم بیان کرے گا۔ جس سے وہ لوگ ابھی تک بالکل نادانگہ ہیں۔ اسکو تو اس روز کا ڈر تھا کہ جب سائے رات کھل جائیں گے۔ اور کوئی بات چھی نہیں رہے گی۔

سب سے پہلے وہ چچی کے گھر گیا۔ اُس وقت وہ سنا ان کی آواز سے غائب ہو کر باورچی خانے کی تیاری کر رہی تھیں وہ سلام کر کے ادب سے ان کے پاس بیٹھ گیا۔

”چچی جان میں نے آپ کا ایک بہت بڑا قصور کیا ہے۔ سنا کہتے ہی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھار بہنے لگی۔ وہ اس قابل نہیں رہا کہ آگے کچھ کہ سکے۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر چچی بار بار پوچھتی تھیں کہ بھیا کو تو یہی بات کیا ہے؟ مگر اس کی آواز ہی نہیں نکلتی تھی۔ آخر کچھ دیر کے بعد طبیعت سنبھلی تو اس نے سارا واقعہ بتایا کہ کس طرح اس نے اب سے بارہ سال پہلے ان کا قیمتی ہار ان کے کس سے نکال لیا تھا۔ اس نے کہا اب میں چاہتا ہوں کہ اس کی قیمت آپ کو ادا کر دوں۔ تاکہ خدا کے حضور میں بری الذمہ ہو سکوں یہ باتیں شکر چچی کا دل بھرا آیا اور وہ بھی روئے نہیں انھوں نے کہا ”بھیت میں تو یہ سب جانتی ہی نہ تھی اب اسکا کیا ذکر ہے؟“ اس نے کہا ”چچی جان جس وقت میں نے یہ حرکت کی تھی اس وقت میں مجبور تھا۔ اب خدا کے فضل سے میں اس قابل ہوں کہ اس کا بدلہ آپ کو دے سکتا ہوں۔ اس لئے آپ مجھے بتائیں کہ میں اس کی قیمت آپ کو ادا کر دوں یا اسی طرح کا بارخیزہ کر دینا؟“ نہیں بس اب اس قصہ کو ختم کرو۔ میں اس کا بدلہ لینا نہیں چاہتی۔ سچ پوچھو تو اب میں اس کو بھول بھی گئی تھی۔“

اس طرح کچھ دیر بحث مباحثہ کے بعد بالآخر چچی جان اس کو معاف کر دیں اور انھوں نے سچے دل سے معاف کر دیا۔ وہاں سے وہ اپس آکر اس نے کلکتہ والے عزیز کو ایک مفصل خط لکھا جس میں تفصیل سے اس نے وہ سب کچھ لکھ دیا جو شہتی والے معاملہ میں اس نے کیا تھا۔ اور ان سے پوچھا کہ اب میرے پاس ایسا کوئی حساب نہیں ہے جس سے معلوم ہو سکتے کہ میں نے آپ کا کتنا روپیہ اس طرح خرید لیا تھا۔ اس لئے آپ خود ہی جتنا کہیں میں اس کو ادا کر کے بری الذمہ ہو جاؤں۔

باتیں ایک ایک کر کے اسے یاد آ رہی تھیں۔ خاص طور پر وہ واقعات تو بڑی طرح کھٹک رہے تھے جس سے اس کی رات کی نیند حیرام ہو گئی تھی۔

پچھلی بڑی لڑائی میں جب کہ چیزیں بہت ہنگامی اور کیاب تھیں خاص طور پر وہ چیزیں جن کو حکومت اپنی جنگی ضرورتوں کے لئے خرید رہی تھی وہ اور بھی ہنگامی تھیں۔ اسی زمانہ میں اس کے ایک کاروباری عہدے پر کاغذ آیا۔ انھوں نے بڑے پیار پرستی خریدنے کے لئے لکھا تھا۔ جس کو وہ کلکتہ میں فروخت کرنا چاہتے تھے۔ انھوں نے روپیہ بھی دیا تھا اور اس نے اپنے علاقہ میں سستی کی خریداری شروع کر دی۔ یہ وہ وقت تھا جب کہ مہلہ ہی اس کے والد کا انتقال ہوا تھا۔ اور وہ سخت مالی پریشانیوں میں مبتلا تھا۔ اس نے یہ کیا کہ جس دام پر سستی اس کو مقامی بازار سے مل رہی تھی اس سے کچھ کم دام بڑھا کر اپنے عزیز سے وصول کئے۔ اس طرح اس نے ایک بڑی رقم اپنے عزیز کو بتائے بغیر چوری چھپتے حاصل کر لی دوسرا واقعہ جو اس کو پریشان کر رہا تھا وہ یہ کہ اسی زمانہ میں جب کہ وہ سخت معاشی دشواریوں میں مبتلا تھا اس کا چھوٹا بھائی بہت سخت بیمار ہوا کیلئے کی امید نہ رہی۔ لوگوں کی رائے ہوئی کہ کسی بڑے شہر میں لے جا کر علاج کرانا چاہئے۔ مگر اس نے پاس اتنے پیسے کہاں تھے۔ بالآخر اس نے ایک تدبیر سوچی۔ اس کو معلوم تھا کہ اس کی چچی جو قریب ہی کے مکان میں رہتی ہیں۔ ان کے پاس سونے کا ایک بڑا ہار تھا۔ اُس نے تیر لگایا کہ وہ کہاں رکھا ہے۔ اور ایک روز رات کو جب وہ ان کے گھرنے کے لئے گیا تھا اس نے کس کھول کر وہ ہار نکال لیا۔ اس ہار کو فروخت کر کے اس نے اپنے بھائی کا علاج کرایا۔

یہ دونوں واقعات آج اس کو بڑی طرح کھٹک رہے تھے اور سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اس چوری اور خیانت کی تلافی کس طرح کرے۔ اسی شکر میں ساری رات ختم ہو گئی۔ وہ اذان سکر اٹھا اور صبح کر کے مسجد روانہ ہو گیا۔ فجر کی نماز پڑھ رہا تھا۔ مگر دعا اب بھی اسی طرف لگا ہوا تھا۔ جب وہ دوسری رکعت میں تھا یکایک ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی پریشانی ختم ہو رہی ہے۔ اب اس کے دل کو سکون محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا

لاجواب ترجمہ قرآن

ترجمہ: علامہ شہیر مولانا محمود الحسن شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر: علامہ رشید احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ۔

اس ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ باغی دورہ بھی ہے اور
لفظی ترجمے کا تناسب بھی ملحوظ رکھا گیا ہے، تفسیر میں علامہ شہیر نے
اپنے علوم کا نچوڑ اس خوبی سے رکھ دیا ہے کہ کم پڑھے لکھے اور
اہل علم برابر اس کی سلاست و وسعت سے مستفید ہوتے ہیں
اختصار میں تفصیل، کوزے میں دریا۔

چھپائی بڑے اہتمام سے ہانگہ لگانے کی گئی ہے، تمام
کا تمام بلاک، کاغذ اعلیٰ درجہ کا سفید، مضبوط، چکنا، جلد خوشامیسا دار
چند ہی نسخے موجود ہیں، یہ مخصوص ایڈیشن ہمیشہ دستیاب نہیں ہوتا۔
حصہ ہائیس روپے۔ 22/-

ایک معرکہ الازاراً اور کتاب البیان فی علوم القرآن

مشہور تفسیر "تفسیر حقانی" کے مصنف مولانا عبدالحق
محدث دہلوی کی عظیم الشان کتاب وہی ہے جسکی ترجمہ میں علامہ
نور شاہ صاحب جیسے علامہ نے یہ الفاظ لکھے تھے کہ "اس کی تفسیر
اگرچہ ممکن ہو مگر داغ نہیں"۔۔۔ خدا کی ذات و صفات، تسلیح ملائکہ
حیرت انگیز، قہر جنت، دوزخ، نبوت و الہام، نبی کی روحانی قوت
وغیرہ کی توضیح و تشریح، قرآنی علوم و اصطلاحات، تاریخ و تفسیر
استعداد و کتنا بہادر اختلاف قرآنی بحثیں۔

یہی وہ کتاب ہے جس کی قیمت پر سبب نایابی پچیس روپے
ہو گئی تھی، اب مکتبہ تجلی سے جو وہ کڑوے میں دستیاب ہو سکتی ہے
(فائدہ بخیر سولہ روپے) صفحات ۶۲۸ کاغذ لکھائی، چھپائی سبب
معیاری۔

شیخ الاسلام امام غزالی کی شہرہ آفاق تفسیر کیمیائے سعادت کا اردو ترجمہ اکسیر حیات

آپ تم سے طلب فرما سکتے ہیں، آپ کا دینی مطالعہ
یقیناً نشہ رہیگا، اگر اس معرکہ الازاراً کتاب کو ملاحظہ نہیں فرمائیے
کاغذ، کتابت و طباعت سبب معیاری، قیمت فائدہ بخیر پندرہ روپے
(غیر فائدہ سارٹ سے بارہ روپے) ساڑھڑا لکھائی چھپائی معیاری۔

تفسیر ابن کثیر (اردو)

کون باخبر مسلمان ہے جسے اس شہرہ آفاق تفسیر کا
نام نہ سنا ہوگا، قرآن ہرگز کا خانہ "اصح المطالع" نے اس عظیم تفسیر کا
سلیس اردو ترجمہ آیات حسن خوبی کیساتھ شائع کر دیا ہے، پانچ
جلدوں میں مکمل۔

فائدہ قیمت مغیثہ روپے دہر جلد فائدہ بخیر من سکتی ہے۔
جلد اول - ۱۶/۱، دوم - ۱۲/۸، سوم - ۱۲/۸، چہارم - ۱۶/۱، پنجم - ۱۲/۱
ہر جلد مغیثہ روپے۔

مکتبہ تجلی یونیورسٹی سہارنپور

تخلی کی ڈاک

سوال بھیجئے سر پہلے چند ضروری باتیں یاد رکھئے!

(۱) ایک دفعہ میں تین سوالوں سے زیادہ ہرگز نہ بھیجیں (۲) سوالات مختصر اور تحریر صاف ہونی چاہئے گھسیٹ گئے ہونے قابل جواب نہ ہوں گے (۳) جنسی مسائل اور عریانی آمیز سوال نہیں شائع کئے جائیں گے۔ اگر کوئی جنسی مسئلہ ضروری دریافت طلب ہو تو جوابی خط لکھتے (۴) فوری اشاعت کا مطالبہ نہ کیجئے۔ اپنے نمبر پر اشاعت ہوگی اور ضروری نہیں کہ آپ کو تین سوال ایک ہی بار شائع ہوں (۵) سوال کو خط میں گجڑ خری امور مت شامل کیجئے ورنہ جواب ملے گا۔

شرائط کی پابندی نہایت ضروری ہے!

۱ اگست ۱۹۵۶ء تخلی کی ڈاک

توضیح

کے سوال میں متعلق جناب قاضی محمد سعید الدین صاحب داریا تو مسلح اکولہ کا ایک مفصل مکتوب موصول ہوا ہے میں انھوں نے بتایا ہے کہ سوال علیہذا صاحب نے اپنے سوال میں انصاف دیانت سے کام نہیں لیا۔ بلکہ جن صاحب کی ذات سوال کرتی وقت اسکے پیش نظر تھی انکے متعلق انھوں نے بہت غلط بیانی اور تصدیق کام لیا ہے۔ یہ صحافی الحقیقت نہایت نیک راستہ رویندار اور حق پرست ہیں۔ یہ مکتوب اگر طویل ہوتا تو ہم شائع کر دیتے۔ اب صرف اس قدر کہنا ہے کہ ہمارا کام تو یہ ہے کہ مسائل جو کچھ بھیجے اسکا مطالبہ جواب دیں۔ ایک صحافی ہفتگی کو ہم پر یہ فتویٰ لے سکتا ہے۔ اسکے پس بواہر ہے کہ استفاء میں ہی ہوتی تفصیل کے درست نادرست ہونے کی تحقیقات کر سکیں۔ لہذا سوال علیہ کو جواب میں جو کچھ ہونے لکھا وہ اس وقت قابل لحاظ ہے جب سوال کی تفصیلات کو درست مان لیا گیا اور اللہ تعالیٰ اس آئین کو نیک تو فرمے بغیر ہمیں سال عبد الستار صاحب نے پیش نظر شخصیت کا نام نہیں لکھا اور نہ اور بھی قیاحت ہوتی۔ رسالہ میں یاد رکھیں کہ استفاء میں برداری تھی اور سکر کرنا بڑا ہی گناہ ہے۔ اور گناہ بھی بڑا لذت جان بوجھ کر غلط طور پر استفاء کر کے کوئی فتویٰ حاصل کرنا سخت حقاہ فعل ہے۔ کیونکہ فتویٰ معلوم کرنا واحد مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ مستفتی گناہ سے بچ سکے۔ لیکن جس صورت میں کہ وہ استفاء میں مکر و فن کاری سے کام لے رہا ہے گناہ

سے بچنے کا کیا سوال ہے!

سوال ۱۰ - از محمد علی - کلکتہ - نبوت تشریحی

آپ کو معلوم ہو گا کہ فت دایانی حضرات اپنے خلیفہ غلام محمد کی نبوت کے بارے میں وقتاً فوقتاً مختلف تعبیریں اور تاویلین کرتے رہتے ہیں۔ ایک تعبیر ان کی یہ بھی ہے کہ ہمارے نبی کی نبوت غیر تشریحی ہے۔ اہل علم نے بار بار اس کا فیصلہ کن جواب دیا۔ لیکن شیخ محمد الدین ابن عربی کی کتاب "فتوحات" کی ایک عبارت سے میں حیرت میں پڑ گیا ہوں۔ وہ لانا نبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ قولی رسول) کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ تشریحی نبوت ختم ہو چکی۔ لیکن فیصلہ تشریحی نبوت غیر ختم ہے۔

چونکہ آپ حضرات شیخ محمد الدین ابن عربی کو بہت بڑا ولی اللہ اور صاحب علم و شریعت مانتے ہیں۔ اس لئے کیا ذاتی یہ عقیدہ درست ہے کہ کسی طرح کی نبوت کا سلسلہ بعد رسول اللہ بھی قائم ہے؟ براہ کرم تشریح فرمائیے۔

جواب :-

شیخ محمد الدین ابن عربی کو بے شک ہم بہت بڑا رہنما اور ولی ملتے ہیں۔ لیکن اول تو یہ ہے کہ ختم نبوت کا مسئلہ ایک بنیادی و اہم و اولیٰ مسئلہ ہے جس کے کسی بھی پہلو کو ثابت کرنے کے لئے دلیل قطعی درکار ہے۔ دلیل قطعی یا تو قرآن ہے یا حدیث رسول جو متواتر اور متفق علیہ ہو یا اجماع امت۔ ابن عربی یا کسی بھی ولی و قطب کا قول اس دلیل قطعی کے ذیل میں نہیں آتا۔ لہذا اصولاً اس سے استدلال درست نہیں۔

دوسرے اسی کتاب فتوحات اور نفوس الحکم میں حضرت ابن عربیؒ کی تصریحات موجود ہیں کہ نبوت شرعی ہر طرح کی ختم ہو چکی۔ رہی آپ کی پیش کردہ عبادت تو خود فتوحات کی تفسیر ہے کہ "نبوت غیر شرعی" ابن عربیؒ کی ایک اصطلاح خاص ہے جو داعی و ولایت تک محدود ہے نبوت سے اسکا راستہ متعلق کچھ نہیں۔ اصطلاح شریعت میں "نبوت" بس گوہر بیہ بہا کا نام ہے اس کے انقطاع و اختتام پر خود ابن عربیؒ کی ہی عبارتیں گواہ ہیں جن کی نقل یہاں طول طلب ہوگی۔ مذہب جمہوریہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت آنحضرت خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے۔ اسی مذہب کی آئی تمام علماء حق کی تصانیف میں بجا ہر دو صاف ظاہر دکھی جاسکتی ہے۔

سوال :- (دیفت) حضور کے والدین یہ تو بالکل ظاہر ہے کہ ان حضور کے والدین مسلمان نہ تھے ان کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟ میں یہ سوال بحث کی خاطر نہیں بلکہ عقیدے کی درستگی کی خاطر کہ رہا ہوں۔ آپ کے جواب سے کم علم جو ہم مستفیض ہو سکیں گے۔

جواب :- حضرت امام اعظم رحمہ اللہ علیہ کا قول فقہ اکبر میں یہ ہے کہ ولی نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ حالت کفر میں رہے، لیکن بعض حضرات نے اس قول کے بارے میں کہا ہے کہ بے شک ان کا ایمان بطریق عام تو ثابت نہیں۔ مگر حقیقت وہ ایمان لائے جس کی صورت یہ ہے کہ انہیں اللہ میں شانہ روبرو نہ دیکھا اور وہ آنحضور کو دست مبارک پر ایمان لاکر دوبارہ راہی عدم ہوئے۔ یہ کام اگرچہ

اللہ میں شانہ کے لئے دشوار نہیں۔ لیکن ہم نہیں جانتے عقلی و علمی طور پر اس خیال و عقیدے کے کیا دلائل ہیں۔

دو عقیدے اور ہیں جو اس باب میں اہل علم میں پائے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما لکمنا معدن بین حتیٰ ذبحنا من سواد ہم کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک رسول نہ بھیج لیں لہذا اگرچہ والدین رسول حالت کفر و شرک میں مرے۔ لیکن چونکہ اس وقت تک آنحضور کی بعثت نہیں ہوئی تھی۔ اسلئے بمقدور آیت مذکورہ انھیں سزا نہیں دی جائے گی۔

دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ والدین رسول نے اپنی خدا داد عقل اپنے وجدان و شعور اور دین ابراہیمی کی پاکیزہ اقدار و احکام کے علم و طالع سے کفر و شرک کی قباحت کو جان لیا تھا اور توحید کا اعتقاد کر کے بت پرستی اور دیگر کفر یا سبک کنارہ کشی کر لی تھی اور سرور کو توحید کی بعثت کی خبر سن کر آپ کی ولادت کے انتظار میں تھے۔ اور طے کر چکے تھے کہ اگر آپ کی بعثت کا زمانہ پالیا تو آپ کو دست مبارک پر ایمان لے آئیں گے۔

یہ دوسری شکل ایمان اجمالی کی ہے جو اگرچہ بعد رسول اللہ معتبر نہیں۔ لیکن قبل میں معتبر ہو سکتی تھی۔ تاہم فیصلہ کن طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا اور ہمارا اقیاس یہ ہے کہ۔ والدین رسول کے انجی او عاقبت کو اللہ جل شانہ کی مرضی پر مقرر سمجھنا چاہئے۔ اور سبب ان کے کفر کے کوئی سخت اور بے ادبی کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ قرآن کا اعلانِ حلی تو یہی کہتا ہے کہ اہل کفر کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کو جہنم ہے اور یہی عقیدہ ہر مسلمان پر لازم ہے۔ لیکن ہر کافر کے لئے فرداً فرداً اظہار عقیدہ چونکہ فرض نہیں۔ اس لئے عظمت رسول کی پیش نظر والدین رسول کے بارے میں احتیاط و ادب تقاضائے ایمان ہے۔ کیا ضرور ہے کہ ہم فیصلہ دینے کی کوشش کریں کہ والدین رسول کا حشر کیا ہو گا؟

سوال :- ازغمان۔ ضلع گیہ۔ پختہ قبریں مزار شریف، پختہ بنانا اسلام کے اندر جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو مزاد کی شکل کیسی ہونی چاہئے۔ اگر جائز نہیں ہے تو کیوں؟ کسی کتاب کا حوالہ دیں۔

جواب :-

پختہ قبریں بنانا ناجائز ہے۔ حدیث ہے کہ نبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بختیس القیود را تھوڑے قبروں کو پختہ کرنے سے منع فرمایا۔

سوال:۔ (ایضاً) بیخ فاسد

اکثر تھناب جانور خرید کر ذبح کرنے سے پہلے ہی اس کا چڑاگذاہم دار کی معرفت فروخت کر دیا کرتے ہیں۔ اور رو پیہ لے لیتے ہیں۔ جب جانور کو ذبح کر لیتے ہیں تو چڑاگذاہم دار کو دیتے ہیں۔ کیا اس طرح زندہ جانور کا چڑا فروخت کر دینا جائز ہے؟

جواب:۔

ہمارے قیاس میں یہ بیخ فاسد ہے۔ یعنی بیخ ہو تو جاتی ہے مگر ضابطہ شرعی کے ساتھ۔ کیونکہ زندہ اور مردہ کے چڑے میں فرق پانے جانے کے امکان سے بیخ کے صفات بچھل رہ جاتے ہیں۔

سوال:۔ از محمد ابوب صائبر۔ حنرا۔ نقل

زید نے باوجود مجلس ہونے کے ایک قصبی بیعت قرآنی خریدنا بقرعید سے چند دن قبل وہ گم ہو گیا۔

قرض لے کر دوسری بیعت پھر کی۔ لیکن وہ مر گیا۔ اب بتایا جاتے کہ موصوف پر تہرانی کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب:۔

اگر کوئی مفلس بطور مفلس قرآنی کا جانور خریدے تو اب یہ قرآنی اس پر لازم ہوگئی۔ کم ہو یا مرحلے بہر حال قرآنی ضروری ہو۔

سوال:۔ (ایضاً) نماز جنازہ

امام جنازہ کی نماز کی نیت باندہ چکا تھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ لڑکا نابالغ ہے۔ بعد نماز معلوم ہوا کہ امام نے دعا بالبعی کی پڑھی اور معتدلوں نے نابالغ کی۔ نماز دہرائی جائے یا نہیں؟

جواب:۔

نابالغ اور بالغ دونوں کی دعائیں سنون ہیں۔ اگر اتفاقاً ایسا ہو گیا جیسا آپ نے لکھا ہے تو نماز دہرائی نہیں جائے گی۔

سوال:۔ از خریدار علیہ ۲۲۵ باگل کوٹ۔ امامت

ٹوپی اور سوٹ سے امامت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔

جن مقامات پر انگریزی فیشن کا وہ لباس جو شرائط نماز

کے منافی نہیں ہے لباس عام بن چکا ہے، وہاں تو اس کو پہن کر امامت درست ہوگی اور جہاں ایسا نہیں وہاں مکروہ ہوگی۔ مثلاً ہندوستان میں کوٹ تیلون قشبہ بالکفار کے تحت ناجائز ہے۔ اور اسے پہنکر امامت کرنا مکروہ۔ لیکن انڈونیشیا ترکی اور مصر وغیرہ میں یہی لباس لباس عام بن چکا ہے۔ اس لئے وہاں امامت بلا کر امامت درست ہوگی۔

اس جو استیہ دھوکا نہ کھایا جاتے کہ مذکورہ مخالفین اسلام کا ہر گز نسبتہ بالکفار اور تہذیب کفار کی غلامی کچھ سماج و جہانز چیز ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر صحیح اسلامی انقلاب ان ملکوں میں سے کسی ملک میں وجود پذیر ہو تو لازماً یہ مردود تہذیب و تمدن کو مغرب پرکھا۔ اور ایک ایسے تمدن کا ظہور ہوگا جس میں تہذیب حاضر کی غلامی اور تقلید جلوہ گر نہ ہوگی۔ اسلام کے لئے یہ بات باعث تنگ ہے کہ تہذیب و تمدن میں اس کی اپنی انفرادیت اور امتیاز کچھ نہ ہو، بلکہ اہل کفر کی تہذیب طاری و عادی ہے۔ لیکن عوام کے لئے فقہی مسائل میں رخصت و رعایت دینی اس لئے لازم ہے کہ جب تک نظام کفر غالب اور تہذیب مغرب حاوی ہے اس وقت تک شریعت پر عمل کرنے کی بہر حال کچھ نہ کچھ صورت ہوتی چاہئے۔

سوال:۔ (ایضاً) بدعت

دعاے ثانی اور اس میں پھر فاتحہ پڑھنے کے متعلق کتاب و سنت اور احادیث صحیحہ کا فیصلہ کیا ہے؟

جواب:۔

دعاے ثانی کے ساتھ یا اس کے بعد سورہ فاتحہ کو اخفاق ہماری نظر میں بدعت ہے۔ کیونکہ کسی روایت صحیحہ یا آثار صحابہ میں مردی نہیں۔

سوال:۔ (ایضاً) عقائد فاسدہ

زید سلم یونیورسٹی کا تعلیم یافتہ کہ کج میث ہے۔ اور علم میں سے بھی واقف ہے۔ دل و دماغ پر سیاست کا غیر معمولی غلبہ ہے لیکن اس کے عقائد و خیالات یہ ہیں۔

(۱) مولویوں کو سیاست نہیں آتی۔ یہ لوگ سیاست کی اجازت اگر ان کو حکومت دی جائے تو ان کی حکومت ایک دن بھی قائم نہ رہ سکے گی۔

(ب) صلوات الواسطے سے مراد نمازِ فجر ہے۔

(ج) فتاویٰ عظیم مسیح موعود اور ان کے ساتھی شہید ملت الامام الہدی ہیں۔

مندرجہ بالا خیالات و عقائد کے باوجود چند با اثر اہمیت زید کی چالوسی کرتے ہیں۔ نیز زید اپنے زیر اثر طبقہ میں بھی گلے لگائے ان خیالات و عقائد کی تشہیر کرتا رہتا ہے۔ براہ کرم آپ بتائیں کہ اس قسم کے عقائد و خیالات کس فرسے یا گروہ کی ہو سکتے ہیں؟ کیا اہل سنت کے یہاں اس قسم کے خیالات و عقائد کو لے کوئی گنجائش ہے؟

جواب :-

زید کا عقیدہ اول قابل بحث نہیں۔ کیونکہ اول تو اس کا تعلق شرعی جو از عدم جو از سے نہیں، دوسرے اس کے ذہن میں "مولوی" کا جو تصور ہے اس کے پیش نظر اس کا خیال بڑی حد تک درست بھی ہے۔ کیونکہ مروجہ "مولویوں" نے فساد فی سبیل اللہ اور دنیا پرستی اور خود غرضی و کم نگاہی کا جو ریکارڈ قائم کیا ہے اسے دیکھتے ہوئے یہ تصور بے جا نہیں کہ اگر ان لوگوں کے ہاتھ میں زمام اقتدار آجاتے تو نہ جانے کیا قیامت آجاتے۔ لیکن اگر صحیح معنی میں دیکھا جائے تو "مولوی" سے بڑھ کر اور بہتر جہان بینی اسلامی نقطہ نظر سے کسی کے بس کی نہیں۔ وہ ابو بکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما فی الحقیقت "مولوی" ہی تھے۔ جن کی سیاست فراموشی نے تاریخ کے صفحات پر وہ نذرین نقوش ثبت کر دیے کہ رہتی دنیا تک ان کی جھجک دمک نہیں مٹ سکتی۔

عقیدہ (ب) پر بھی اعتراض نہیں کہ صلوات الواسطی کی تعیین میں علمائے مہلک کا اختلاف ہے اور بہت سوں نے صلواتِ فجر بھی مراد لی ہے۔

ہاں عقیدہ (ج) بڑا مخدوش اور غیر صالح ہے۔ اس پر اگر فخری کفر نہ دینا چاہئے۔ لیکن اس کے مصیبت پہنچنے میں کچھ شک نہیں۔

سوال :- از منیہ مقام معلوم اندھے کی لالچی ماہ ستمبر ۱۹۰۵ء کے..... صفحہ پر جناب..... صاحب

یوں رقمطراز ہیں :-

"مصر کی مجلس انخوان المسلمین نے کچھ اچھا کام نہیں کیا نہ انڈونیشیا کی مسلم پارٹی اب تک کچھ کارہائے نمایاں انجام دے سکی۔ پاکستان کی جماعت اسلامی بھی اپنے ملک یا اسلام کی کوئی تعمیری خدمت انجام نہیں دے رہی ہے۔"

کیا واقعتاً ان جماعتوں کی تاریخ اسی موجودہ کی یہ صحیح تعبیر ہے؟ کیا آپ کے دیکھنے میں ان جماعتوں نے کچھ اچھا کام کچھ کارہائے نمایاں اور کوئی تعمیری خدمت انجام دی ہے؟ امید کہ ان کی کارگزاروں پر اگر کوئی ہوتو مفصل روشنی ڈالنے کی زحمت کریں گے۔

جواب :-

جب انسان کو کسی ارتفع و اعلیٰ ہستی کے سامنے جواب ہی کا احساس نہیں ہوتا اور حال کی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھتے ہوئے جب وہ مطمئن ہوتا ہے کہ اپنی تحریر و تقریر کے باب میں وہ قطعاً آزاد ہے تو جو چاہے اور جس طرح چاہے وہ بولتا اور لکھتا ہے۔ کسی شے کی حقیقت اور کسی واقعہ کی اصلیت کی تشخیص میں زاویہ نظر اور طرز فکر کا جتنا تعلق ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اگر تازہ روی انسان کو پیڑیا کے ٹوٹنے میں اپنے مخصوص اثر کی زاویہ نظر کی روشنی میں رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جیسی کریم وجود اور نقیب کوش اور غریب نواز شخصیت کو استحصال بالجبر کہنے والے طبقوں کا فرد قرار دے سکتے ہیں تو کیا تعجب ہے اگر مساوی کا اندھا ہر حسین کو سبز قرار دے۔ اور یہاں کامرین ہر شی کو زرد کہے۔ غلط زاویہ نظر اصل میں ایک مرض ہی ہے۔ خواہ اس کی وجہ پیمانہ کچھ ہو تمیز اور عمل یقیناً مریض و ناقص ہو گا۔

عبرت کی وجہ سے کہ اس انخوان المسلمین کے ہائے میں جس کوئی جرم، کوئی خطا، کوئی قصور باوجود کثیر فرعونی پروپیگنڈے کے دنیا کے سامنے نہ آسکا۔ جس کے اعیان کو کھٹے مندوں چھانیاں ہی گئیں اور جس سے دور نزدیک کا تعلق رکھنے والوں میں سے تقریباً چالیس ہزار افراد قید یا مشقت کے اسیر ہیں۔ اس کے ہائے میں ایک فرد افتادہ مسلمان جسے جمعی کی پوری شان کے ساتھ ہی محاسب یا لکھ ڈالنے کے اس نے کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ انخوان المسلمین کا نفع

مقصد اور کام دنیا پر واضح ہے۔ اعلیٰ نکتہ الہی۔ تجدید دین۔ اچیلے ایمان۔ مغربی غریابی و فحاشی کو مٹ کر صلح و پاکیزہ نظام زندگی کا قیام اسلام کے مضمون دہر مردہ پیغام کو تازہ کرنا۔ یہ ہے اس کی منزل۔ اب اگر دیکھنے والا اسلامی نقطہ نظر رکھتا ہو تو یہ مقصد و موقف اس کی نظر میں شاید دنیا کے ہر بلند و ارفع مقصد و موقف سے زیادہ ارفع اعلیٰ ہوگا۔ یہی مقصد و موقف تمام انبیاء کا تھا۔ صحابہ کا تھا۔ ائمہ و صلحاء کا تھا۔ اس کی راہ میں جان دینا اس کے نزدیک شہادت عظمیٰ ہوگا۔

لیکن اگر دیکھنے والا بظاہر مسلمان ہونے ہوتے بھی اسلامی نقطہ نظر کا حامل نہ ہو، بلکہ اس کے زاویہ نظر اور طرز فکر کی تحقیق دنیا پرستی، اقتدار پرستی، نفس پرستی اور مصلحت پرستی وغیرہ کو عناصر مذہب سے ہوتی ہو تو اسے اس مقصد و موقف کی خوبی و پاکیزگی نظر نہ آسے گی۔ بلکہ نظر تازہ فرعونی قوتوں اور اہل اقتصاد کی کارگزاریوں کو برحق سمجھے گا۔ اسے وہی سب باتیں پسند آئیں گی جن میں مردہ تہذیب و سیاست کا طمطراق ہو۔ جن میں چمک تک ہو۔ لہذا وہ ہو۔ میک اپ ہو۔

حبیب انجمن جمعیہ جماعت کے بانیوں میں کسی کا ارشاد گرامی وہ ہو جسے آپ نے نقل کیا تو یہی جاری جماعت اسلامی اور مسلم پابندی کس شمار میں ہیں۔ خصوصاً جماعت اسلامی کہ اس کی برائی کرنا تو ہندو پاک دونوں کے عقائد و عقولوں میں وجہ قبولیت اور باعث پذیرائی ہے۔

جب زاویہ نظر غیر صلح ہو تو عقیدہ اور فیصلوں میں جانب داری کے علاوہ غلط بحث بھی ہو اگر تا ہے۔ غور فرمائیے کہ جماعت اسلامی سے جن لوگوں کو اس نے اختلاف ہے کہ وہ بدعات و خرافات کی مخالف اور قرآن و سنت پر اٹھاؤ کرنے والے تصور سے محترم ہیں وہ لوگ اس اختلاف کو اس کی جائز حدوں میں رکھنے کی بجائے موقع بہ موقع چہر چال کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور جماعت کے ان اعمال و عقائد پر بھی طعنہ زن ہوتے ہیں جن سے ہر مومن اختلاف کی گنجائش قرآن و سنت کی رو سے نہیں ہو سکتی۔ یہ بدترین خلیفہ محبت ہے جو نفسانیت اور خدا نافرستی کے باعث معرض وجود میں آتا ہے۔

اس کا موقع تو نہیں کہ ہم انجمن اور مسلم پارٹی اور جماعت اسلامی کے تعمیری کارناموں کی تفصیل پیش کریں۔ لیکن اگر تعمیسیہ محض اینٹ پتھر کے عمل بنانے کو نہیں کہتے، بلکہ اہل علم میں اس کے دائرے کو وسعت معنوی حاصل ہے تو اسلامی نقطہ نظر سے انجمن اور جماعت اسلامی کا اسلامی اثر و تجربہ ہی اتنا عظیم تعمیری کام ہے کہ جو دردمند ایمان داری سے اس کے اثرات و نتائج اور مقام و مستقر کا جائزہ لے گا تو وہ سبحان اللہ اور الحمد للہ کہے بغیر باز نہ آئے گا۔ تو فہم ہو تو مسلمان تو جوانوں کے اس دائرے میں جا کر دیکھنے بڑھوڑا سا پڑھ لکھ کر کامیاب بننے لگا تھا اور کبھی کیجاتے ماسکو کی طرف مسجدوں کا رخ پھیر دیا تھا۔ زیادہ نہیں صرف علی گڑھ یونیورسٹی میں کچھ روز تھیں کچھ۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کتنے ہی سرگھرے جوان کیونرم کی شرح جنت کے دروازہ پر پہنچ کر محض جماعت اسلامی کے طریق سے اسلام کی سبز جنت میں لوٹ آئے ہیں۔ اور انگوں کے لئے فکر و نظر کی ایک صحیح راہ مستقل پیدا ہو گئی ہے۔ جو لوگ جماعت اسلامی یا انجمن جمعیہ جماعتوں کی کارگزاریوں کو غلط اور غیر تعمیری خیال کرتے ہیں، وہ حقیقت میں وہی ہیں جن کے نزدیک خود اسلام ایک زسودہ و ناقابل عمل نظام بن چکے ہیں۔ جنکا مذہب محض چند پراخوٹ عبادات تک محدود ہے جو سیاست و چابانجانی میں مردہ طرز و طریق کو ہی درست سمجھتے ہیں۔ جو نئی تہذیب اور یورپین طرز حیات کے والد و شیدا ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حالت پر رحم کرے۔ اگر اہل اسلام کی عمومی حالت ایسی گئی گذری نہ ہوتی تو باوجود کثرت تعداد کے آج اللہ کا یقین اس قدر مظلوم نہ ہوتا جس قدر کہ وہ ہے!

سوال ۱۰۔ از میں انصاری غازی پور انتخاب امام براہ کرم مندوہ ذیل خصوصیات کو پیش نظر رکھ کر ان دو ناموں میں سے کسی کو ترجیح دیجئے۔

نام	عمر
۱۔ عبد الوہاب علم	۱۔ قریب ستر برس کثرت راستے
۱۔ پورا قرآن یاد نہیں لیکن کچھ حفظ کئے ہیں	۱۔ کثرت بیانے انکے ساتھ ہے تقویٰ
	۱۔ صوم و صلوات کے پابند ہیں۔

۱- آج ساٹھ سال سے وہ اس گاؤں میں امامت کرتے ہیں۔ لیکن کسی قسم کی شکایت نہیں سنی گئی

جواب:

عبدالوہاب صاحب کو ترجیح ہے۔ بڑی وجہ ترجیح تقویٰ ہے۔ معروف کی پابندی اور شکرات سے بچنا تو ہر مومن کا فرض منصبی ہے۔ تقویٰ کا معیار اصل میں یہ ہے کہ انسان عملی شبہ سے بھی بچے۔ یعنی ایسی چیزوں سے پرہیز کرے جن کی اباحت و حرام میں ذرہ برابر شک ہو یا جن کے بارے میں خیال ہو کہ اسلام میں یہ پسندیدہ نہیں ہیں۔ علاوہ ان میں ان کاموں کی جو عوام کو اسکے بارے میں غلط فہمی کا موقع دیں۔

نام
۲- مصام الدین علم
۲- انھیں بھی اس وقت پورا قرآن یاد نہیں ہے لیکن حفظ کئے ہیں۔
عمر
۲- قریب قریب چالیس برس کثرت راستے
۲- پورے گاؤں میں صرف ایک خاندان ان کو پسند کرتا تھا تقویٰ
یہ بھی صوم صلوٰۃ کے پابند ہیں
۲- آج عرصہ تین چار سال سے یہاں مقیم ہیں۔ لیکن انکی کیرکٹ کی طرف سے عوام متنبہ ہیں لیکن یہ صرف شبہ کی حد تک ہی ہے۔ کوئی قطعی حتم دیدشہوت نہیں ہے (بقیہ سب چیزیں برابر ہیں)

دوسری وجہ ترجیح عبدالوہاب صاحب کی سن رسیدگی ہے۔ اگر دیگر صفات برابر ہوں تو سن رسیدگی بھی ایک وجہ عظمت و رفعت بن جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوال: از فردوس - خانہ پور - سود

مستاجر کو سرکاری رقم داخل کرنے میں کچھ دن کی تاخیر ہو جائے تو حکومت اس سے سود لیتی ہے۔ جو بحالت مجبوری دینا پڑتا ہے۔ نیز مستاجر کو اجازت نامہ لینے وقت متعلقہ سرکاری نوکر کو کچھ نہ کچھ دینا پڑتا ہے۔ ورنہ کام نہیں چلتا ایسی صورت میں شریعت کا حکم واضح فرمائیں۔

جواب:

سود کی ادائیگی پیشہ مجبور ہی ہوتی ہے خوشی ہو کوئی سود نہ گا۔ لہذا بعد از مجبوری مذکورہ صورت میں ادائیگی

سود یقیناً اور تکالیف معصیت ہے جس سے بچنے کی یا تو یہ صورت ہے کہ مستاجر کبھی سرکاری رقم کے داخلہ میں تاخیر نہ کرے یا حکومت سے معاملہ ہی چھوڑے۔

سرکاری درکردوں کو رشوت دینا اگرچہ ایک ایسی مجبوری ہے کہ فی زمانہ اس کے بغیر کام ہی نہیں چلتا مگر رشوت کی قیاد ناپاکی اپنی جگہ اٹل ہے۔

پھر بھی سود اور رشوت برابر کے گناہ نہیں۔ سود اسلام میں بہت عظیم دیکر اور گھناؤنا گناہ ہے جس پر حدیث رسول اور آیہ مستر آئی گواہ ہیں۔

سوال: (الاصفا) تشبہ

مردوں کو کوٹ، لبش شرٹ، پتلون وغیرہ اور عورتوں کو ملاؤز وغیرہ پہننا کیسے ہے۔ نیز مردوں کو چاندی کی گھڑی کی چین استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب:

مذکورہ پہننے تشبہ بالفقار میں داخل ہیں جو ممنوع ہے۔ مرد کے لئے زیادہ سے زیادہ چار اشہ چاندی کا استعمال جائز ہے۔ زیادہ نہیں۔

د آجکا ایک سوال سمجھ میں نہیں آیا۔ ضروری ہو تو پھر لکھئے

سوال: از شیخ داؤد - ضلع راجپور - نماز جمعہ

ایک شخص جمعہ کے دن دونوں خطبات ختم ہونے کے بعد مسجد میں داخل ہوتا ہے۔ یا خطبہ ثانیہ کے اختتام سے کچھ پہلے مسجد میں داخل ہوتا ہے۔ اور امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جاتا ہے۔ اس شخص کی نماز جمعہ ادا ہوگئی یا اس کو ظہر کی نماز پڑھنی چاہئے۔ سنت نبوی کی روشنی میں وضاحت فرمائیے۔ کیونکہ چند اہل علم کا کہنا ہے کہ ایسے شخص کو جماعت کا ثواب تو ملے گا۔ مگر علیحدہ نماز ظہر پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ پہلے دونوں خطبات ظہر کی دو رکعت کے مماثل ہیں وغیرہ۔ مگر اس جواب سے تشفی نہیں ہوئی۔

جواب:

خطبہ ادنیٰ یا ثانیہ کا اختتام تو معمولی بات ہے۔ اگر جماعت جمعہ کی ایک رکعت بھی پڑھ لی۔ اور دوسری رکعت

میں رکوع سے پہلے شمولیت کرنی گئی تو جمعہ ادا ہو گیا اور نظر کی ضرورت نہیں۔ پہلے دو نون خطبات کو دور کثرت کے محال قرار دینا فقہ میں کوئی درجہ نہیں رکھتا۔

سوال ۱۷:- (ایضاً) دوران نماز میں نقص و ضو نماز جمعہ میں جب کہ مقتدیوں سے مسجد بھرتا ہوتی ہوتی ہے، اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے تو امام کس طرح اپنا جانشین مقرر کرے اور کس طرح مصلے سے ہٹ کر باہر آئے۔ آیا وہ صفوں کو حسیب کر باہر آجائے یا ختم نماز تک وہیں مصلے کے بازو میں بیٹھا ہے؟

متذکرہ حالت امام کو اگر دوسری نمازوں میں پیش آئے تو امام کیا کرے؟

جواب :-

ایسی حالت میں یا تو امام لوگوں کو پیرتا ہوا باہر آئے یا اس میں سخت دشواری ہو تو وہیں مصلیٰ سے ایک طرف بیٹھ جائے اور اپنا جانشین خود مقرر کر سکی ضرورت نہیں۔ بلکہ اگلی صف میں سے کوئی بھی لائق امامت مقتدی آگے بڑھ کر اس کی جگہ لے لے۔ تمام نمازوں کے لئے ہی جو ایک

سوال ۱۸:- از عبدالمجید۔ مالیکاؤں۔

مالیکاؤں میں زکوٰۃ کے کافی سے زیادہ حق و اذن کی موجودگی کے باوجود زید نے دھولہ جا کر بکر کو زکوٰۃ کے چھ سو روپے یہ سوچ کر دینے کہ یہ ساری رقم مجھے واپس مل جائے گی۔ اتفاق سے بکر نے ان چھ سو روپوں میں سے دو سو روپے اپنی ضرورتوں پر خرچ کر ڈالا۔ اور صرف چار سو روپے واپس کئے اس پر زید بہت برہم ہوا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ میں نے کم بخت بکر کو چھ سو روپے دیئے۔ تاکہ وہ واپس کرے اور اس طرح میری زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے۔ اسکا قرض بھی۔ لیکن اس نے ان روپوں میں سے دو سو روپے خرچ کر ڈالا۔ بہر حال دوسرے سال اس نے پھر بکر زکوٰۃ کی پانچ سو روپے دیئے۔ لیکن بکر نے پھر دو سو روپے خرچ کر ڈالے اور

تین سو روپے زید کو واپس کئے۔ لیکن زید یہ چاہتا ہے کہ میں زکوٰۃ میں جتنی رقم بکر کو دوں وہ ساری کی ساری رقم مجھے لوٹائے۔ تاکہ اس کا قرض بھی ادا ہو جائے میری زکوٰۃ بھی۔ اور پیسے بھی میری ہی جیب میں رہ جائیں۔ اور چونکہ بکر اس میں سے کچھ روپے اپنی ضروریات پر خرچ کر ڈالتا ہے۔ اس لئے وہ اسے بڑا بھلا کہتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اسے ایسا کرنا چاہئے؟

کیا یہ ضروری ہے کہ بکر زکوٰۃ کی رقم پلنے کے بعد سائے کے سائے پلے واپس کرے اسے اپنی ضرورتوں پر خرچ نہ کرے؟ اور اگر وہ خرچ کر ڈالے تو زید اس کا برائے؟ اگر ایسا نہیں چاہئے تو پھر ایسی نیت رکھ کر جو زکوٰۃ ادا کی وہ ادا ہوئی یا نہیں؟ مفصل جواب تحریر فرمائیے۔ اور ماہنامہ تجلی میں اسے شائع فرما کر اجرو ثواب کے مستحق بنئے!

جواب :-

زکوٰۃ میں شارع نے جو تمذیک شرط رکھی ہے اسکی مصلحت پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ زکوٰۃ ایک مصلحت کی مالی عبادت ہے کہ اس کی اداگی میں ذرہ برابر امتناع اور نیاوی

تہذیب قصد السبیل اردو

تصوف کے موضوع پر حکیم الامت مولانا اشرف علی کے غمخور افادات کو زہ میں دریا کے مصداق ہیں۔

پیر کمال کی پیمان، طریقت و شریعت کی بحث، دستور العمل، آداب و حقوق، ہدایات وغیرہ ارشاد و سعادت کی تمام قرص سلسلوں میں یہ کتاب مفید ہے۔ قیمت ۵۰ (مجلد ۱)

مکتبہ تجلی دیوبند (دیوبند)

زید جو مالیکاؤں کا باشندہ ہے اور صاحب نصاب بھی ہر سال سائے چھ سو روپے زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔ کئی سال ہوئے اس نے سائے بکر کو جو مالیکاؤں سے تیس سال قبل دور دھولہ نامی شہر کا باشندہ ہے، تین ہزار روپے بطور قرض اس لئے دیا کہ وہ اس سے کوئی کاروبار کرے۔ لیکن قسمت نے بکر کا ساتھ نہ دیا اور اس کا کاروبار نہ چل سکا۔ اس نے وہ ایک طویل مدت تک زیدی رقم ادا نہ کر سکا۔ اور آج بھی وہ اس کا مقروض ہے۔ آخر زید نے قرض کی ادائیگی کی صورت نکالی کہ وہ بکر کو زکوٰۃ دے اور پھر اس سے لے لے۔ اس قصہ کے تحت اپنے شہر

مقاد کے ہلو کا شہ نہ رہنا چاہئے۔ زید و بکر کے معاملہ کی جو صورت آپ نے لکھی ہے اس میں چار اقباس یہ ہے کہ اگرچہ اس طرح قانونی طور پر زکوٰۃ کی ادائیگی ہو جائے گی۔ لیکن وہ مقصد پاکیزہ حاصل نہ ہوگا جو زکوٰۃ کا حاصل وصول ہے۔ بے شک بکر کا بھی یہ فرض ہے کہ ادائیگی قرض کی فکر کرے۔ اور یہ اس کی نہایت مکروہ حرکت ہے کہ زکوٰۃ کی رقم ملنے پر بھی وہ پورا قرض ادا نہیں کرتا۔ لیکن دوسری طرف زید کا صرف وصولی قرض کے لئے ہی بکر کو محض کر کے زکوٰۃ دینا ایک اس طرح کا عمل ہے جو یقیناً زکوٰۃ کی پاکیزگی و تقدس کو مہر و جرح کرنے والا ہے۔

سوال ۱۰۰: از محمد بن حسن۔ ضلع گیا۔ لغویت

کیا یہ بات صحیح ہے کہ حنفی مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا خط جاتا تھا تو مولانا رشید احمد صاحب کھڑے ہو کر خط کو لیتے تھے۔ اور پھر خط کو سر پر رکھتے تھے؟ پھر اس کے بعد پڑھتے تھے اور جیشا گروہ میں پوچھا کہ آپ ان کے خط کا اتنا احترام کیوں کرتے ہیں تو جواب دیتے تھے کہ احمد رضا خاں صاحب ایک ثقہ عالم ہیں انکا احترام ضروری ہے۔

جواب:

ہماری نظر سے ایسی کوئی عبارت کسی کتاب میں نہیں ہے یہ روایت محض یاروں کی ایجاد معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ جہاں تک ہیں مولانا گنگوہی کے مزاج و طبیعت کے بارے میں علم ہے یہ روایت ایک فی صدی بھی درست نہیں ہو سکتی۔

مولانا کا حال یہ تھا کہ اپنے پیر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب تک پر کھلم کھلا تکیہ کرتے تھے۔ یعنی مرد و عورت بدعات میں سے جن بعض بدعتوں میں حاجی امداد اللہ صاحب نے رخصت و وسعت سے کام لیا ان کے متعلق حضرت گنگوہی نے بر ملا فرمایا کہ یہ حاجی صاحب نے درست نہیں کیا۔ یہ غلط ہے۔ یہ ضرر رساں، وغیرہ۔ ایسے شخص سے یہ توقع کرنا کہ وہ احمد رضا خاں صاحب پر سنت و سنن کے خط کا اس درجہ احترام کرے گا درست نہیں ہے۔ براہ کرم مطلع فرمائیں کہ یہ روایت کہاں سے کن راویوں سے کس طرح آپ تک پہنچی ہے۔ شکر ہے کہ نقد و جرح اور رد و قبول

کا ایسا جواب فن ہمیں ہمارے اسلاف نے عطا کیا ہے کہ اس کی کسوٹی پر ہر وقت گھرا کھوٹا جانا چکا سکتا ہے۔

سوال ۱۰۱: از سید محمد شاہ۔ ضلع کولار۔ قرض

زید اپنی حقیقی ماں ایک بڑا بھائی، پہلی منکوحہ بیوی کی دو لڑکیاں، اور ایک لاد لہ منکوحہ بیوی چھوڑ کر فوت ہوا ہے جس کے ذمہ واجب الادا قرضہ بھی ہے اور کچھ میراث بھی مگر اندازاً میراث قرضہ سے کچھ کم ہے۔ بتاتے کہ زید کی لاد لہ بیوی کا از روئے شریعت کیا حصہ ہے؟ (لاد لہ منکوحہ بیوی کے حال چلن بھی اچھے نظر نہیں آتے ہیں شہ ہے)۔

جواب:

قرض کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر مرنے والے کا چھوڑا ہوا تمام مال اس کے قرض میں ہے کہ کفن و دفن کے لئے بھی کچھ نہ بچے تو کوئی پیردا نہیں۔ قرض کی ادائیگی سخت ضروری ہے۔ اور مسئلہ صورت میں کسی وارث کا کوئی حصہ نہ ہوگا جب تک قرض ادا نہ ہوئے۔

سوال ۱۰۲: (الایشا) فاسق کی امامت

ایک گاؤں کی مسلم آبادی دو سو نفر پر مشتمل ہے۔ اور ایک مسجد بھی جہاں پختہ باقاعدہ باجماعت نماز ہوتی ہے۔ امام مسجد ایک عالم اور حاجی ہے۔ مگر تاجر مشہور ہے۔ جھوٹ اور جعل خریدی میں پورے گاؤں میں مشہور ہے۔ کیا ایسی صورت میں اس کی امامت جائز ہے؟

جواب:

جو شخص کھلم کھلا جھوٹا اور جعل خور ہو وہ فاسق ہے اور فاسق کی امامت بدرجہ مجبوری تو قبول کر لینی چاہئے۔ لیکن پوشی اور ستقل نہیں۔ نماز پر حال بالکراہت ہو جائے گی۔

سوال ۱۰۳: از ناظم حسین۔ ضلع شاہ پور۔ موضوع روایا

ایک عالم صاحب کچھ کوٹے۔ ان سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ اگر مسلمان کہیں گر گٹ کو دیکھ لی تو کیا وہ اسے مار ڈالے؟ اور اس شخص نے یہ ان سے مزید دریافت کیا کہ کیا گر گٹ مارنا ثواب بھی ہے تو وہ عالم صاحب بہت لمبی داستان سنانے لگے۔ کہنے لگے کہ ایک دفعہ جب پیغمبر صاحب سے کفار

دترجمہ) کچھ اور لوگ ایسے ہیں جنہیں اپنے گناہوں کا اعتراف ہے۔ ان کا عمل مخلوط ہے۔ کچھ نیک اور کچھ برا، لیکن نہیں کہ اللہ ان پر مہربان ہو جائے۔ کیونکہ وہ درگزر کرنے والا اور رحم فرم کرنے والا ہے۔ (سورۃ توبہ) وہ شخص سُن کر لا جواب ہو گیا۔

توبہ درجوع الی اللہ ایک رات ایک قافلہ گذرا۔ اس قافلے میں ایک شخص یہ آیت پڑھ رہا تھا۔ اَلْمَرْيَاتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّتَّخِضُوْا مِنْهُم مَّوَدَّةً لِّذٰلِكَ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَاَنْ يَّكُوْنُوْا مِمَّنْ اٰوَوْا اِلَيْكَ سَابِغِ مِيْنِ قَبْلِ نْظَالٍ عَلَيْهِمْ اَلْاَمْنُ فَصَلِّتْ فَاَوْفُوْا لَهُمْ وَاَنْتُمْ سَوِيْرٌ مِّنْهُمْ كَمَا سَفَّوْا۔

(ترجمہ) کیا مسلمانوں کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل لکھنے کے لئے نرم پڑ جائیں اور اس حق کے سامنے جھک جائیں جو خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہوں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی۔ مگر ایک طویل زمانہ ان پر گذر گیا۔ اس لئے ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں اکثر بدکار ہیں (سورۃ حدید)۔ اس آیت نے فضیل کے دل کو اتنا متاثر کیا کہ گویا ایک تیر تھا جس سے آپ کا دل چھو گیا۔ بے اختیار رول اٹھے ہاتھ میں کب تک لوٹ مار کرتا رہوں گا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم خدا کی راہ طے کریں۔ پھر پھر ادھر شرمندہ اور پریشان ہو کر ایک دیرانے کی طرف چل دیے۔ وہاں ایک قافلہ آ رہا تھا۔ کسی نے کہا کہ تمہیں راستہ میں موجود ہے ہمیں اس راہ سے نہ جانا چاہیے۔ آپ نے یہ بات سنی تو فرمایا کہ لوگو! تمہیں خوش خبری ہو کہ اس نے توبہ کی۔ آج وہ تم سے بھاگتا ہے۔ یہ کہتے جلتے اور زار زار روٹے جاتے پھر جن کا دل دکھایا تھا ان کو راضی کرتے تھے اور اپنا تصور اتنا معاف کرتے تھے۔ مگر باؤد کا ایک یہودی کسی طرح راضی نہوتا تھا۔ اس نے اپنے دوستوں سے کہا کہ آج وہ دن ہے جب ہم محدیوں کی خوب تحقیر کر سکتے ہیں۔ پھر فضیل سے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں معاف کر دوں تو اس ریت کے ٹیلے کو یہاں سے اٹھا دو۔ وہ ایک بہت بڑا ٹیلہ تھا۔ مگر آپ نے اسے رات دن ڈھونڈنا شروع کیا۔ اتفاق سے ایک رات آنڈھی آئی اور اس ریت کو صاف کر دیا۔ یہودی نے جب یہ دیکھا تو کہنے لگا کہ میں نے

تم کھائی تھی کہ جب تک میرا دل نہ دو گے معاف نہ کروں گا۔ اب میرے ٹیکے کے نیچے سونے کی تھیلی دھری ہے اسے اٹھا کر مجھے دے دو، تاکہ میری تم پوری ہو جائے اور میں تمہیں معاف کر دوں۔ فضیل نے تھیلی نکال کر اسے دیدی۔ یہودی نے کہا کہ پہلے مجھے دین اسلام کی تلقین کرو۔ تب معاف کروں گا۔ آپ نے کلمہ شہادت پڑھایا۔ یہودی مسلمان ہو گیا اور آپ کو معاف کر دیا۔ پھر پوچھا آپ جانتے ہیں میں مسلمان کیوں ہو گیا؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کہ مجھے آج تک معلوم نہ تھا کہ سچا دین کونسا ہے۔ مگر آج معلوم ہو گیا اس لئے کہ میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ جس کی توبہ سچی ہوتی ہے اگر وہ خاک کے ڈھیر پر بھی باغوسہ رکھتا ہے تو وہ سونا ہو جاتا ہے۔ میرے ٹیکے کے نیچے تھیلی میں دراصل خاک رکھی تھی، میں نے چاہا کہ آپ کو آزماؤں۔ چنانچہ اب مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ کا دین سچا ہے۔

پھر آپ نے ایک شخص سے کہا کہ تو خدا کے واسطے مجھے زندہ نصیحت کر اور بادشاہ کے پاس لے جا تاکہ وہ مجھ پر جو شرعی جاری کرے۔ کیونکہ میں نے شریعت کے خلاف بہت سے کام کئے ہیں۔ جب آپ بادشاہ کے پاس پہنچے اور اس نے آپ کی پیشانی پر نظر کی تو آپ کو نیکو کا پایا۔ علم دیا کہ عزت کے ساتھ انہیں گھر بھیجو دو۔ جب آپ گھر کے دروازے پر پہنچے تو آواز دی، گھر والوں نے آپ کی آواز پہچان لی۔ کہنے لگے افسوس آج اس کی آواز بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ شاید کوئی زخم کھایا ہو۔ یہ سنتے ہی فضیل نے کہا کہ ہاں تم سچ کہتے ہو۔ میں نے بڑا زخم کھایا ہے۔ پوچھا گیا کہاں سے آیا؟ دل پر پھر گھر میں گئے اور جوی سے کہا کہ میں کعبہ شریف کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں آزاد کروں۔ جوی نے کہا کہ میں تو آپ سے کبھی علمدہ نہ ہوں گی۔ اور جس جگہ آپ رہیں گے وہیں آپ کی خدمت کرتی رہوں گی۔ چنانچہ دونوں جگہ گئے۔ اور وہاں آپ نے نجس اوری اختیار کی۔ بنس اولیاء اللہ سے ملاقات بھی کی۔ اور حضرت سلیم الوصفی کی خدمت میں مدت تک رہ کر علم حاصل کیا۔ مگر کوڑاگ آپ کے پاس جمع ہوتے اور آپ ان کے سامنے دعظا کہا کرتے تھے۔ جب ان کے رشتہ دار باؤد سے ان کی ملاقات کو

دوستوں کے ساتھ کیا کرتا ہے۔ میں نے یہ دولت کس طرح پائی کہ میرے ساتھ بھی تو یہ معاملہ کرتا ہے۔

آپ کی دو صاحبزادیاں تھیں جیب ورفات اور سپر نازگان آپ کی موت کا وقت قریب آیا تو

آپ نے اپنی بیوی کو وصیت فرمائی کہ میری تدفین کے بعد ان دونوں کو یوسفیس پہاڑ پر لے جانا اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہنا کہ خداوند انھیں جب تک جینا رہا اس نے ان کو انچ پاس رکھا۔ اب جب کہ تو نے اسے قبر میں تدفین کر دیا ہے، انھیں تیرے حوالے کرتی ہوں۔ چنانچہ بیوی نے اس حکم کی تعمیل کی۔ وہ گریز زاری اور مناجات میں مشغول تھیں کہ اس آسمان میں کس سردار اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ وہاں داد دہوا۔ اور دریا نعت حال کی۔ آپ کی بیوی نے ساری کیفیت بیان کر دی۔ سردار نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں ان دونوں لڑکیوں کا نکاح لینے دوںوں بیٹوں کے ساتھ کر دوں۔ انھوں نے منظور کیا۔ چنانچہ اسی وقت سردار نے عماری کی تیاری کا حکم دیا۔ اور مکلف کپڑوں سے آراستہ کر کے دونوں کو بین لے گیا۔ پھر بہت سے بزرگوں کو جمع کر کے ان دونوں کا نکاح کر دیا۔ اور ہر ایک کا ہنر کس ہنر قرار دیا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ جب نبیل کا انتقال ہوا تو میں کیا بیان کروں کہ کیا صورت پیش آئی۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا کہ زمین و آسمان آپ کو رو رہے ہیں۔

الوگوں نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ ہر ہنر گار لوگ دکھائی ملقوظات انہیں دیتے۔ آپ نے فرمایا اگر تم خود متھی ہوتے تو وہ تم سے پوشیدہ نہ ہوتے۔ اس لئے کہ متھی کو بجز متھی کے اور اتھی کو بجز اتھی کے کوئی اور نہیں دیکھ سکتا۔

پوچھا گیا آدمی خدا کی دوستی میں کب کمال کو پہنچتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس وقت جب کہ خواہ آدمی کو کچھ ملے یا اس سے کچھ چھین جائے دونوں حالتیں اس کے لئے برابر ہوں۔

حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں۔ میں نے فضیل کو کہتے ہوئے سنا کہ جو ریاست دنیا کا ستلشی ہوا۔ وہ خوار و ذلیل ہو گیا۔ میں نے کہا کہ آپ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ

ہارون نے باہر آکر کہا کہ یہ بہترین آدمی ہے اور حقیقت میں فضیل ہے

خوف و خشیت ایک روز آپ اپنے بیٹے کو گود میں لیکر پیار کرنے لگے۔ لڑکے نے کہا ابا جان آپ مجھ سے محبت رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا آپ خدا سے بھی محبت رکھتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا۔ ہاں اس نے کہا ایک دل میں دونوں محبتیں کیسے رہ سکتی ہیں؟ آپ جان گئے کہ یہ بات حق تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ لڑکے کو دسے اتار دیا اور خدا کی عبادت میں مشغول ہو گئے۔

ایک روز عرفات میں کھڑے لوگوں کو دیکھ رہے تھے اور اور ان کی گریہ و زاری میں لے رہے تھے۔ یکبارگی فرشتے لگے۔ سبحان اللہ اگر اتنی غلظت کسی جمیل کے پاس چاہے بھی اس سے کچھ طلب کرے تو وہ بالوس نہ پھیرے۔ ملے خدا! تو تو کریم ہے اور سب کریموں سے زیادہ کریم ہے۔ تیرے نزدیک ان کا بخش دینا نہایت آسان ہے۔ تجھ سے امید ہے کہ ان سب کو بخش دے گا۔

عرفات کی رات میں لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ اس غلظت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ جواب دیا کہ اگر فضیل ان میں نہ ہوتا تو سائے بخشائے جاتے۔

ایک روز ایک خوش خواں قاری نے آپ کے سامنے ایک آیت خوش آوازی سے پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو میرے بیٹے کے پاس لے جاؤ، تاکہ یہ اُسے کچھ سنا سکے۔ مگر فرمادیا کہ خبردار! سورہ قارہ نہ پڑھنا۔ کیونکہ میرا بیٹا قیامت کا ڈر سننے کی تاب نہیں رکھتا۔ اتفاق سے قاری نے سورہ قارہ ہی پڑھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس پاک ذات لڑکے نے ایک سچ ماری اور جاں بحق تسلیم ہو گیا۔

تعلق باللہ ایک روز آپ کے صاحبزادے کا بیٹاب بند ہو گیا تھا۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اتنی تھی میری دوستی کی قسم اسے تکلیف سے نجات ہے۔ فی الفور لڑکا اچھا ہو گیا۔

آپ مناجات میں فرمایا کرتے۔ اہی تو مجھے جھوکا رکھتا ہے میرے بال بچوں کو بھی جھوکا اور منگا رکھتا ہے اور رات کو چرخ جلاسنے کی استطاعت بھی نہیں بخشتا۔ یہ معاملہ تو اپنے خاص خاص

غزل

از شاعر فقہپوری

فضائے دیر و عزم سے جو سرگراں گزرتے

تو ہی بتائے کہ وہ زندگی کہاں گزرتے

مزا تو جیب ہے وہیں تیرا آستان بھی ملے

جہاں جہاں سے مرا ذوق آستان گزرتے

یہ لٹے نذر دل غم نصیب حاضر ہے

بڑی خوشی سے ترا تیرے اماں گزرتے

بنادیا ہے محبت نے زندہ حیا دید

میری طرف نہ کہی مرگ ناگہاں گزرتے

تمہارے حسن کے شیدا نے اک نظر بھی کی

ہزار بار محبت کے کارواں گزرتے

یہ سیکوہ ہے یہاں کی یہی شان حیات

تبھیل کے شرم اسرار و نکتہ دل گزرتے

عجب نہیں جو تیرا رہے قیامت تک

وہ دل کہ جس سے ترا تیرے کاں گزرتے

کوئی سمجھ نہ سکا ناز حسن اے شاعر

بہت ذہین و نظر یازدلو جو ان گزرتے

تاریخ ہو تیو ج مت ہو کہ یہی صفت پسندیدہ ہے۔

بشر حافی کہتے ہیں کہ میں نے نہیں سے پوچھا۔ زید بہتر ہے یا رضا۔ آپ نے فرمایا رضا اس لئے کہ۔ راضی برضا ہو لیا اپنے مرتبہ سے زیادہ کوئی مرتبہ طلب نہیں کرتا۔ فرمایا۔

”جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اسکی زبان گونجی ہو جاتی ہے۔“ فرمایا۔ ”جب خدا تعالیٰ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس کو بہت سارے نعم و نعم دیتا ہے۔ اور جب دشمن رکھتا ہے تو دنیا کو اس پر سزا دے کر دیتا ہے۔“

فرمایا۔ ”اگر کسی امت میں کوئی غمگین ہوتا ہے تو اس کے لئے ساری امت غمگین کر دی جاتی ہے۔“ فرمایا۔ ”ہر چیز کی زکوٰۃ ہے۔ اور عقل کی زکوٰۃ کثرت غم ہے۔“

فرمایا۔ ”میں نے کسی شخص کو اس امت میں ہی نہیں سے زیادہ امید کرنے والا اور اس سے ڈسنے والا نہیں دیکھا۔“ فرمایا۔ ”تین چیزوں کے طالب نہ ہو، عالم باعقل، عاقل با عقل اور برادر سے عیب۔ کیونکہ اگر کمالش کے ماہر یہ نہ تے تو لازماً بے علم ہے، عالم اور بے برادر وہ جاؤ گے۔“

فرمایا۔ ”اگر تم سے کوئی پوچھے کہ کیا تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو تم خاموش رہو۔ کیونکہ اگر تم کہو گے کہ نہیں تو کافر ہو جاؤ گے اور اگر کہو گے کہ ہاں تو چونکہ تمہارا اصل قول کے مطابق نہیں ہے۔ اس لئے یہ جھوٹ ہو گا۔“

فرمایا۔ ”بہت سے لوگ کسی جگہ طہارت کو جاتے ہیں۔ اور پاک ہو کر باہر آتے ہیں اور بہت سے لوگ کہہ جاتے ہیں اور ناپاک ہو کر باہر آتے ہیں۔ یعنی گنہگار کے گنہگار ہی رہتے ہیں۔“ فرمایا۔ ”اگر مجھے معلوم ہو کہ میری صورت ایک دعا مقبول ہوگی تو میں وہ دعا بادشاہ کے لئے مانگوں گا۔ کیونکہ اگر اپنی بہتری کے لئے دعا کروں تو اس میں صرف میری ہی بہتری ہوگی۔ اور بادشاہ کی بہتری میں مخلوق کی بہتری ہے۔“

فرمایا۔ ”وہ نصیحتیں دل کو سزا ب کرتی ہیں۔ بہت کھانا اور بہت سونا۔“

درجہ اولیٰ

سرمد درجہ اولیٰ جادو نہیں ہے۔ صرف ایک دوا ہے۔ ایسی دوا جو عام حالات میں سوئیصدی فائدہ دیتی ہے۔
 یاد رکھئے! بعض لوگ صرف چند روز یا ایک دو ہفتہ استعمال کرنے پر جب خاطر خواہ فائدہ نہیں پاتے تو شکایت
 کے خطوط لکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ آنکھ جیسی نازک چیز پر اثر انداز ہونے کے لئے ایک سائنٹفک
 سرمد کو کتنا وقت چاہئے۔ ایک محتاط کیمیائی مرکب کی حیثیت میں درجہ اولیٰ تدریجی عمل کرتا ہے۔ یقینی۔ مستقل۔
 اور توجہ بخش عمل۔
 جو سرمد جادو بن کر آکھ پر اثر کریں سمجھ لیجئے وہ دوا نہیں کھلونا میں۔ ان کی تیز اثری یقیناً آنکھ کے
 لئے مضر ثابت ہوگی۔ ہر پہلے چند خطوط ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ان سے اندازہ کر لیجئے کہ درجہ اولیٰ
 کس پائندہ اری اور استقلال کے ساتھ لوگوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

اکثر مشہور نہیں ہمارے اہمیت موزوں ہیں۔ ان سے خریدیئے آسین آپ کو حصولہ اک کی پخت ہوگی۔ اگر نرسے تو ذیل کے پتہ سے طلب فرمائیے۔

- ایک تولی شیشی
- پانچ روپے
- چھ ماشے کی شیشی
- تین روپے
- تین شیشی ایک جا
- خریدنے والے کو
- مخصوص لڈ اک صحاف
- مزید تفصیلات
- ٹائٹل کے کسی صفحہ پر
- ملاحظہ فرمائیے۔
- مخصوص لڈ اک
- عمدہ خریدار

طلب کرنے پر خالص حستی کیمیائی سلائی بھی بھیجی جاتی ہے۔ جس کی قیمت دو آنے ہے۔

دھلی میں اس پتہ سے خریدائیے۔۔ علمی کتاب خانہ اردو بازار جامع مسجد دہلی۔

اس پتہ سے طلب فرمائیے۔ دار الفیض رحمانی دیوبند ضلع سہارنپور دیوبند

حافظ ذہاب پوری

السلام

مردانِ حق کے لیے پیامِ عزیمت!

السلام لے مردِ صحریت، امامِ ذی وقار
 سر بلند و سرفراز، دکامیاب و کامگار
 السلام لے مردِ حق، لے پیکرِ صدقِ یقین
 لے شہیدِ کربلا، لے ساکنِ خلدِ بریں
 مرجبہ صدمرجبہ، لے مردِ میدانِ فنا
 لے حسین ابنِ علی، لے پیکرِ صبر و رضا
 لے صداقت اور شرافت کے درختِ نشان
 جان دیکر تو نے نہ حاصل کی حیاتِ جاوداں
 عزم و استقلال نے، تیرے یہ ثابت کرنا
 سامنے باطل کے جھک سکتے نہیں اہلِ وفا
 مردِ مومن، لے شہیدِ اعظم، لے عالی مقام
 تو نے دنیا کو دیا حق و صداقت کا پیام
 کمر دکھایا تو نے وہ کہ رہنمایاں لاجواب
 پیش کر سکتی نہیں، دنیا کبھی جس کا جواب
 تو نے دنیا کو دیا، درسِ شجاعت لے حسین
 سچے پیامِ زندگی، تیری شہادت لے حسین

آسمانِ صدق کے لے مہرِ تاباں السلام

اخترِ تابندہ، لے ماہِ درخشاں السلام!

مسجد سے منجانب تک

از مہنگا ابن العربؒ مکی

تاسیخ نوشت حکیم ستمبر ۱۹۵۵ء

فرمایا جناب ملک فیروز خاں نون سابق وزیر اعلیٰ پنجاب نے بیچ اجلاس دستور یہ کے۔

”جگڑھی ہوئی جمہوریت سے آمریت ایک بہتر چیز ہے۔ اسے کہتے ہیں اونٹ سے اونٹ تیری کوئی کل سیدھی۔ فتوہ چکانے پہلے بیوی کی ناک کاٹی، پھر یہ ہیکر قتل کر ڈالا کہ کٹی ہوئی سے مرحوم بیوی بہتر ہے۔ ملک فیروز خاں کی خطا نہیں۔ جو بڑا قدر کے جتنے بھی پوجنے والے دنیا میں گندے ہیں اور آج گزر رہے ہیں سب کا قاعدہ رہا ہے کہ اپنی دیوی کی پریشانی چشم دابرو پر نگاہ رکھتے ہیں اور جس وقت جو اشارہ پاتے ہیں اسی کے مطابق اپنی الاپ کے شریک بن لیتے ہیں۔

عزت آب شاہ رحمت علی کے گلے پر کسی مرض کا حملہ ہوا اور آواز بگڑ گئی تو عالی جاہ کو سبے حد صدمہ ہوا اور بندگان عالی سے علاج معالجہ کو کہا۔ خدام نے فوراً زینچ اور امریکہ و لندن تک کے ڈاکٹر حکیم منگا ڈالے۔ مگر باوجود سبھی کے علاج عالی جاہ کی آواز درست نہ ہو سکی۔ تو عالی جاہ ہمد وقت ٹنگیں رہنے لگے۔ اس پر ایک دن خادم خاص نے عرض کیا۔

”ظن اللہ ہے کا غم کرتے ہیں۔ حضور کی آواز اپنی موجودہ حالت میں پہنچے سے بھی کہیں زیادہ دل کش اور ترتم ہو گئی ہے۔ دوسرے بندہ دہرنے برجستہ کہا۔

”میشک۔ پہلے اس میں یہ سوز اور لطیف حسن نہ تھا جو اب ہے۔ تیسرے جاں نثار نے اضافہ کیا۔

”حقیقت یہ ہے کہ ظن اللہ کی آواز میں اب ارغول کا رجاؤ

اور دو تاسے کا ترتم پیدا ہو گیا ہے۔

عالی جاہ خوش ہو گئے۔ پھر کچھ دنوں بعد ان کی ناک میں کچھ آگئی اور لاکھ علاج کرنے پر بھی درست نہ ہوئی تو اپنے لنگڑی موہنے کے غم میں ہر وقت ٹنگیں رہنے لگے۔ تب ایک فدائی نے عرض کیا۔

”حضور جان کی اماں پاؤں تو ایک بات کہوں۔

نسر آیا۔ کوہ۔

فدائی بولا۔ ”حضور جو ایک پیر دیا کر چلتے ہیں تو قسم چمکتے ہوئے سورج اور برستے ہوئے بادل کی اس میں ایک خاص شناخت اور دل کشی نظر آتی ہے۔

دوسرے غلام درگاہ نے عرض کیا۔

”سبے تک ظن اللہ کا انداز عوام دلوں پر کلیاں گرا تا اور قیامت کے فتنے جگا تے ہے۔

تیسرے نے بر ملا۔

”میرے دل کی بات چھین لی تم نے۔ عالی جاہ حرم میں کسی سے پوچھ نہیں پرے کے لنگھے چال کے حسن کو توڑی نور کر دیا ہے۔

اور ظن اللہ نے حرم کی کئی حسیناؤں سے پوچھا تو ان سب کا جواب کم و بیش یہی تھا کہ حضور شہنشاہ کے پیر کا لنگ اشارہ اللہ حسین خرام میں اٹھانے ہی کا باعث ہوا ہے۔ اور پہلے خرام ناز سے جتنے فتنہ ہائے قیامت پیدا ہوتے تھے اب سوچ آجائیکے بعد اس کو کئی فیصدی زیادہ فتنے پیدا ہونے لگے ہیں۔

تو بات اہل میں یہی ہے کہ جگڑھی ہوئی جمہوریت ہوا یا کنٹرول کردہ جمہوریت، آمریت ہو یا فسطائیت۔ خباثت ہو یا چنگیزیت۔ ہر وہ چیز بہتر ہے جس پر شاہد اقتدار کی خوشنودی کھلی ہو۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي اسْتَوْجِبَ عَمَّا شِئْنَا عَلَي سَقْفِ
 الْبَيْتِ كَعَمِّ وَبَيْتِ مَسْرُومًا - اَمَّا مَنْ مَنَّكَ فَقَدْ مَنَّنِي وَمَنْ مَنَّنِي فَقَدْ
 اَمَّنَنِي بِحَمْدِ اَللّٰهِ عَمَّا اَسْرَأْتِ وَكَلِمَاتِ الْمُنَاجِبِ وَالْمَكْرِي
 وَ اَوْلَافِكَ هُمْ الْفَائِزُونَ ۝



۳۱ ستمبر ۱۹۵۵ء - سولانا صاحب الرحمن لدھیانوی مدظلہ العالی
 سے ٹریبیون کے نام لکھا کہ یہ کہہ دیا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو
 کسٹوڈین سے کوئی شکایت نہیں۔
 حالانکہ بقول مولوی صبغتہ اللہ حکومت کا یہی وہ حکم ہے،
 جس سے مسلمانوں کو سب سے زیادہ شکایات ہیں۔

یہ میں تصاویر رہ از کجاست تا بہ کجا!

مجھ تو ابین العرب ملکی سے اگر پوچھتے تو مولانا کے حرم کے
 بیان مبارک کی دو تو جہیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ بزرگوں فر
 کہلے جس کا کھاؤ اسی کا کاؤ۔ شریف لوگ ہمیشہ وفاداری
 اور شک حلالی کو اپنا شعار بناتے ہیں۔ چنانچہ جس بندہ نواز
 حکومت نے دس ہزار نقد علاوہ سفر خرچ دیکر حضرت کو
 ہوائی جہاز میں سفر حجاز کا تریں موقع ہم پہنچایا ہے اس کی
 بہر عنوان تو صیغہ کرنا تک حلالی کا تقاضا اور وفاداری کی
 شان ہے۔

دوسری یہ کہ مرزا غالب بطور وصیت فرمائے تھے۔
 جب توقع ہی اٹھ گئی غالب کیا کسی کا گلہ کرے کوئی،
 چونکہ کسٹوڈین دیوبند کی کج ادائیگیوں سے مسلمانوں کی شکایات
 ماہوس کن حد تک بڑھی ہوئی ہیں۔ اس لئے اب شکوہ شکایات
 کیا۔ رح۔ تسلیم غم ہے جو مزاج یار میں آئے!



۳۱ ستمبر ۱۹۵۵ء - آل انڈیا کانگریس کے جنرل سکرٹری نے
 اکتشاف فرمایا کہ۔

کانگریس کے سرگرم ممبروں کی تعداد کم ہوتی جا رہی ہے۔
 کیفیت مجھے پیرگرم ممبروں کی تعداد کم نہیں ہوتی۔ اصل
 بات یہ ہے کہ وزارت، دستاویزات سے لے کر سکرٹری ایٹ کی
 آخری کرسی تک تو سامنے نہروں پر چمکے اب بچا رہے ممبر

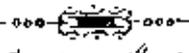
سرگرمی دکھلائیں تو کیوں۔ عشاق جان کی بازی بھی لگاتے ہیں
 جب دھماکا یار کی امید ہو۔ حرم جان پر جب ہال فل کی تختی
 لٹک گئی اور خلوت کدہ محبوب کے چاروں گوشے رتیبوں نے
 گھیرنے تو اب باقی ماندہ عاشق سرگرمی کی بجائے پیرگرمی دکھاتے
 ہوتے مہر کو سردھائے۔ اگر آپ کو سرگرم ممبروں کی تعداد
 بڑھانی ہے تو کچھ نئی سفارتیں نئی وزارتیں اور نکالنے کچھ خیال
 منصوبے اور بنائے۔ جن میں اونچی تنخواہوں والے کافی عہدے
 ہوں۔ تب دیکھتے سرگرم ممبر کتنے بڑھتے ہیں۔

۳۱ ستمبر ۱۹۵۵ء - ماہ جولائی کی اطلاع ہے کہ۔

”شرح چین میں بھوک سے دس آدمی روزانہ مرتے ہیں“

تو یہ تو یہ۔ یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ مرتے ہیں تو مرنے دیجئے
 آپ اس کا ڈھنڈورا پیٹ کر کیوں خواہ مخواہ ان ترقی پسند
 دانش بھگتوں کو روحانی تکلیف پہنچا رہے ہیں جنہیں شرح چین سے
 محبت ہے۔ جن کے گلے شرح چین کی ترقی کے تھپسے پڑھتے
 پڑھتے سوکھ چکے ہیں۔ بولے روس کے بعد حینت نمبر دو کا خطاب
 عطا کرتے ہیں۔

جیسے بھی کچھ لوگوں کا بھوکوں مرنا آج کی ہندوب دنیا میں
 کچھ قابل ذکر بات نہیں۔ اصل دیکھنا تو یہ ہے کہ کس ملک میں کتنی
 اونچی اونچی بلڈنگیں ہیں۔ کتنے اسکول کالج ہیں۔ کتنے ٹریکٹرز ہیں۔
 کتنی سٹامپی ترقی ہے۔ یہی چیزیں ہندوب و ترقی کا آئینہ ہیں۔ انکی
 وجودگی میں اگر انسانوں کا کوئی طبقہ بھوکوں مر رہا ہے۔ خراب
 زندگی گزار رہا ہے۔ یا ایمان و اخلاق اور عصمت و حیا کو خزانے
 خالی پڑے ہیں۔ جہر و فاحشوں و مروت اور قلب و روح کی حقیقی
 سکون دسترت پر ادس پڑ چکی ہے تو کوئی حرج نہیں۔ موت بھوک
 سے جو یا مرض سے، بہر حال برحق ہے۔ اور ایمان و اخلاق اور
 عصمت و حیا اور خلوص و مروت تو استحصال یا بیکر کرنے والے
 پورے و اطلقے کے ڈھکوسلے ہیں۔ جن کے لئے شرح حینتوں میں
 کوئی جگہ نہیں!



۳۱ ستمبر ۱۹۵۵ء - خلیفۃ الگانہ صہمی جناب آچار یہ دونو باجھادے

نے فرمایا۔

”وزیر اعظم ہند کو روزانہ چند گھنٹے ٹھیکت میں مل چلانا چاہئے۔“

یاد رہے کہ جب یہ فیصلہ مشورہ ۱۱ جولائی ۱۹۷۷ء کو پہنچا گیا تو انھوں نے مسکرا کر فرمایا۔

”حاکم سار تو اچاریہ جی کے مشورے پر عمل کرے گا۔ لیکن اگر کل گلاب کو وہ یہ فرمانے لگے کہ ہل چلائے والوں کو روزانہ چند گھنٹے کے لئے وزیر بن جانا چاہئے، تو کیا ہو گا؟“

ظاہر ہے کہ مفہوم مخالف کے اعتبار سے بندت جی کا یہ ارشاد کچھ کم اہم نہیں۔

اچاریہ جی نے یہ بھی فرمایا کہ۔

”بعض لوگ بڑے شہروں میں صنعتوں کو ترقی دینے کی بات کرتے ہیں۔ لیکن صنعتوں کی ترقی چھوٹے چھوٹے گاؤں کو کیا فائدہ پہنچا سکے گی۔ یہ آپ کے غور کرنے کی بات ہے۔ علاج تو صرف ایک ہے اور وہ ہے بھودان!“

جیسے تو آپ بہت بڑے آدمی ہیں اچاریہ جی۔ لیکن یہ قیاس آپ کا درست نہیں کہ جس طرح پنڈت جی نے جہاں تا جہاں گاندھی کی اہنسا کو مان لیا تھا اسی طرح وہ آپ کی بھودان کو بھی مان لیں گے۔ وہ زمانہ اور تھا جب غلیل خاں فاختہ اڑاتے تھے۔ اب خلیل خاں ہوائی جہاز چلاتے ہیں۔ پیچ ساڑھ منھوے بناتے ہیں۔ بھاری مشینیں یورپ سے منگاتے ہیں۔ اور جو میں گھنٹے میں اڑا تو آدمی عینک لگاتے ہیں۔ شہری صنعتوں میں آپ کو کچھ فائدہ نظر آتے یا نہ آتے، لیکن ہمارے لیڈروں کا کہنا ہے کہ یہی اصل ترقی ہے۔

۲۵ ستمبر ۱۹۷۷ء

”انکم ٹیکس کمیٹی میں پیاس ہزار کا سنٹی خیر نہیں! صرف پیاس ہزار کا نہیں۔ بھلا اس میں سستی کی کیا بات ہو؟ معلوم ہوتا ہے ضمن کرنے والوں میں کسی وزیر کا کوئی بیٹا یا داماد یا سالا وغیرہ شامل نہیں۔ ورنہ سنٹی خیر تو کیا یہ ضمن قابل ذکر بھی نہ ہوتا۔“

۲۵ ستمبر ۱۹۷۷ء۔ دہلی میں خواتین کی تقریباً تیس ہزار خواتین کی نمائندگی سے زیادہ عورتوں کی شرکت ہوئی۔ اس میں طے کیا گیا کہ کڑی حکومت سے مطالبہ کرنا چاہئے کہ۔

”فلم ساز عورتوں کو پردہ نہیں پر عریانیت کیساتھ نہ پیش کریں۔ دوکاندار عورتوں کے پوشیدہ لباسوں کا مظاہرہ نہ کریں۔ کیونکہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے اخلاق کو برے اثرات سے بچانے کی ضرورت ہے۔“

بہنوں کی مصعوبیت پر مبنی آئی ہے۔ بھلا ایک سیکولر حکومت سے اخلاقی مطالبوں کا کیا جوڑ۔ پھر سائے معاشرے میں پھیلے ہوئے بد اخلاقی کے ناموروں پر کہاں کہاں مرجھ رکھا جائیگا۔ چھوٹے چھوٹے سوراخوں کو بند کرنے کی کوشش کے بجائے ہماری بہنوں کو غور کرنا چاہئے کہ وہ اصل سرچشمے کون سے ہیں جن کو دہانوں سے بد اخلاقی ویسے جانی کے دھکے چھوٹ لے رہے ہیں۔ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی بد اخلاقیوں میں کیا بنی کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ فلسفہ ترقی پر پردہ نہیں پر عریانیت کو اس لئے پیش کرتے ہیں کہ عوام کی ہی مانگ ہے۔ نوجوان اسی کے رسیا ہیں۔ قابل خود یہ ہے کہ عوام کی یہ مانگ کیوں ہے۔ نوجوان کس لئے تنگ ہیں پر خدا ہیں؟

اول نوجوان کل کے معیار ترقی میں سینماؤں کی اہمیت بنیادی ہے۔ کسی شہر کے ہندوب اور ترقی یافتہ ہونے میں یہ بات لازماً شامل ہے کہ وہاں کے سینما ہال بہت بارونق اور بھرا پور ہوں۔ سینما ہال چھبی بارونق اور بھرا پور ہوتے ہیں جب ان میں دھکے دھکنے والے فلموں میں عسریاتی جو جیسی کشش ہوتی ہے وہاں ہو۔ عورت ہو۔ رومان ہو۔ ہندازہ روسے منظر سے طے ہو گیا کہ شہروں کے مکمل طور پر ہندوب اور ترقی یافتہ ہونے کے لئے اخلاق سوز فلمیں ضروری ہیں۔ اور اگر حکومت نے فلسفہ سازوں پر ایسی پابندی عائد کر دیں کہ وہ نوجوانوں کے دل بھانے والی فلمیں نہ بنا سکے۔ جنسی جزئیات کو نہ اچھا رسکے۔ منصفی رجحانات سے نہ نکھیل سکے تو سینما ہال اُجڑ جائیں گے۔ شہر معیار ترقی سے گر جائیں گے۔ اور یورپ وار لے ہمیں رجعت پسندی کا طعنہ دیں گے۔

دوسرے اگر آپ کا مطالبہ مان بھی لیا جائے تو کیا آپ کے خیال میں نوجوانوں کا اخلاق سدھانے کے لئے بس یہی ایک بات

کافی ہوگی؟

یہ آپ کی مصعومیت ہے۔ بد اخلاقی کے اصل سرچشمے ہیں اور ہیں۔ انھیں ڈھونڈئے۔ ان پر بند باندھنے کی سعی کیجئے۔
وما علینا الا البلاغ۔

۸ ستمبر ۱۹۵۵ء۔ بہت میں عینی افواج کے کمانڈر انچیف جنسری چانگ کو ہوائے فخر مایا۔

"تنت میں نئی سڑکوں کی تعمیر سے ملک کی پسماندگی تیزی سے ختم ہونا شروع ہو گئی۔"

بہت خوب بڑے بڑے لیڈر ہومرے، مگر کسی اللہ کے بندے کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ پسماندگی کو دور کرنے کا تیرہواں علاج سڑکیں بنوانا ہے۔ اگر چائے وزیر اعظم جو امر لال جی کو یہ بات نہ معلوم ہوتی کہ آج کل کے بڑے لوگ بیان لینے کے عامل ہیں عموماً "جاپانی لیڈر" ہوتے ہیں اور ناز و گھنا بھوٹے اکھ کی منظر تہذیب حاضر میں عام ہے تو یقین تھا کہ بھارت کی پس ماندگی دور کرنے کے لئے وہ پانچ سالہ پوجنا میں وغیرہ چھوڑ کر ملک بھر میں سڑکیں ہی سڑکیں بنوانے کا کام شروع کر ڈالتے۔

۹ ستمبر ۱۹۵۵ء۔ کیرج یونیورسٹی (لندن) کے پگوارا سے مذہبیات جناب پادری ہی ریٹ کا خیال ہے کہ دوزخ کی آگ اور موت کے بعد اسی قسم کی دوسری اذیتوں کے افسانے بیمار ذہنوں کی پیداوار ہیں۔

حیرت ہے پادری صاحب آپ اُس دور میں یہ بات کہہ رہے ہیں جب اٹم کے عملی تجربوں نے آتشِ جہنم اور عذابِ دوزخ کی اس طرح تصدیق کر دی ہے کہ اٹم بھی اسے دیکھ رہے ہیں۔ کیا آپ نے ان لڑہ خیز اذیتوں کا حال نہیں سنا جو ہیروشیما اور ناگاسکی میں ان لوگوں کو پیش آئی ہیں جو اٹم کے اثرات سے معمولی طور پر متاثر ہونے کے باوجود موت سے دوچار نہیں ہو سکے تھے؟ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ ایسی حرارت تمام دوسری قسم کی حرارتوں سے ہزاروں لاکھوں گنا تیز اور شدید ہے؟
بات یہ ہے پادری صاحب کہنے سننے میں ہر شخص آزاد ہے

جو چاہے کہہ سٹے۔ آپ چاہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ خدا کوئی چیز نہیں اور انسان بندہ کی اولاد ہے۔ اور ہاتھی کی سونڈ مگر ٹھنڈے کے کھینچنے سے پیدا ہوتی تھی۔ مگر جس طرح واحد الہی شانہ کے زخون کی تابوں سے اور "تالیاں بچاؤ سوسے بھاگ جائیں گے" کے نعروں پر دشمن کی فوج بھاگی نہیں تھی۔ اسی طرح آپ کے ارشاد گرامی سوز و غم کی آگ ٹھنڈی نہیں ہو جائے گی اور ہر خطا کار انسان کو اپنی بلایاؤں کی سزائیں ملنے چکھنا ہی پڑے گا۔

۱۰ ستمبر ۱۹۵۵ء۔ "دوس میں ایسی ہتھیاروں کی آزمائش پھر شروع ہونے سے تشویش۔"

یہ پھر کی ایک ہی رہی! گو چاند کافر سوں اور کچھ چٹھے دار باتوں اور ٹھوڑی خوش گپیوں سے آپ نے سمجھ لیا تھا کہ جنگ و جدل پر اُبھارنے والے دیوبندس کا اکدم بارش نفل ہو گیا ہے۔ نفسانیت اور خود غرضیوں کے شیطان نے خود کشی کر لی ہے۔ اسے بھائی۔ اسن پسندی کے دعویوں اور اسن کافر نسوں اور اسن پرستانہ سیانوں کی حقیقت کو گھو۔ یہ اس لئے نہیں سمجھتے کہ بے اندازہ محنت سے بنائے ہوئے اربوں روپے کے ہتھیار سمندر میں پلوسیئے جائیں گے۔ لاکھوں تربیت یافتہ فوجیوں کو چھٹی دیدی جائے گی۔ بلکہ یہ تو ہلکے بڑے لوگوں کے شتر غز ہے۔ شاطرانہ چالیں ہیں۔ یہاں ہی داؤ پیچ ہیں۔ حقیقت وہی ہے جسے ہندوستان کے سب سے بڑے شاعر نے اس شعر میں کہا ہے کہ:-

کہا نام اونٹ پر چھین کہا تم اونٹ پر مٹھو
کہا کو بان کا ڈر ہے کہا کو بان تو ہو گا!

۱۱ ستمبر ۱۹۵۵ء۔ ایک معاصر لکھتا ہے:-
"پنجاب سے اردو کا اخراج۔ تعصب کی بدترین مثال۔"

عرض ہے کہ تعصب کی "بہترین مثال" کب پیش کی گئی جو آپ کو بدترین کی شکایت ہے۔ بھائی یہ ہے سیکولر ازم۔ جمہوریت۔ اس میں وہی حق ہے جو کرسی نشینوں سے صادر ہو۔ اس میں وہی انصاف ہے جو مرکب اقتدار کے شہسوار فیصلہ دیں۔ یہاں سرگئے

جاتے ہیں اور بارہا ایسا ہوتا ہے کہ میں انسانی عقولوں کے مقابلے میں گیارہ گز ہوں کی طرح ہوجاتا ہوں!

معاذ اللہ! میری تہمت ہے کہ پنجاب کے بن و زبر اعلیٰ درجہ میں سچے سچے تعصب کی قطعاً امید نہیں تھی اور جو بڑے اچھے لکھنے والے تھے انہیں کے ہاتھوں اردو کے نابوت میں ایک ڈبل سچ ٹھک رہی ہے۔ تو میرا دردم حیرت آپ کس کس پر کرینگے اچھے اچھے لکھنے والے اور بڑے بڑے علمی انصاف کا اعمال نامہ اٹھا کر دیکھ لیجئے آپ ملاحظہ کریں گے کہ میں سینا لبر سے پہلے جو امیدیں آپ نے اس سے وابستہ کی تھیں اور جس کردار کی اُس سے توقع تھی اس سے بہت مختلف صورت حال پیش آئی ہے۔ اصل میں کرسی نگر کی ریت ہی یہی ہے۔ اس کے باقی جب دیکھتے ہیں کہ دوٹ لینے والوں کی اکثریت جس چیز کا مطالبہ کر رہی ہے وہ ان کے اپنے مسلک اور کردار اور ضمیر اور صوابدید کے خلاف ہے۔ اور یہ کہ اسے مان لینے سے حق و انصاف کا کر یا کم ہو جاتا ہے تو بجائے جھگوان کی صورتی کے سامنے جا کر ہاتھ جوڑنے کہتے ہیں کہ لے جھگوان! تیری دی موٹی گڑھی کی لاج رکھنے کو تیرا سیدک تھوڑا سا ہتھیاجا کر کرنے والا ہے۔ تو ہی اس کی سہا ہتا کرے گا۔

پس ہوتا وہی ہے جو کرسی باقی رکھنے اور ووٹر کو خوش کرنے کے لئے مناسب ہے!

ڈاکٹار بڑے اچھے لکھنے والے ہیں اور ذرا توجہ دینے سے ان کی طبیعت کا منشا ہم روا ہے اور وزارت وغیرہ کے لئے الیکشن لڑیں تب بھی طبیعت ہماری ہے۔

علاوہ ازیں سماجی انصاف اور تعصب! عین اور خدمت و ایٹھ رجبیے الفاظ اسنے ذمہ داری اور ذمہ داری پر عمل کی توقع تو بجا مرتے ہی کے ہوسکتے گی۔ مگر حیب تک طلباء زندہ ہیں ان کے دل پر نواب صاحب کی عظمت و بزرگی نقش ہے گی۔ وہ بلا سے یہ نہ سمجھ سکیں کہ نواب صاحب کے ارشاد و تہذیب کا منشا کیا ہے اور وہ کس چیز پر عمل کرنے کی ہدایت ہے رہے ہیں۔ تاہم وہ شیخان اللہ اور وہاہ کہنے پر تو مجبور ہوں گے۔ جیسا کہ ایک شاعرہ میں کسی شاعر نے فارسی کا شعر پڑھا تو مولوی صبیحہ اللہ نے گل خیر سے کہا کہ آپے چپ ہتھیائے داد نہیں دیتا۔ گل خیر بولا میری کجھ میں ہی نہیں آ رہا۔ مولوی صبیحہ اللہ نے فرمایا۔ بے فارسی کا ہے۔ گل خیر بولا۔ اچھا! اگر فارسی کلمے تو دادہ دادہ!

تو گزارش یہ کرنی ہے کہ لے طلبائے کرام! تم نواب صاحب کی ذاتی اسلام پسندی اور بزرگی کی روشنی میں اسلام اور سماجی انصاف وغیرہ کا کچھ بھی مطلب سمجھو، مگر حیب الیکشن ہو تو نواب صاحب ہی کو ووٹ دینا کہ سب سے بڑا سماجی انصاف اور اسلام اور جمہوری کام ہے۔

۶۵۵
۱۲ ستمبر ۱۹۵۵ء - ہمارے پاکستانی لیڈروں کا قانگی کردار خواہ کچھ ہو۔ لیکن عوامی استیج پر وہ بعض بڑی ہی عقول باتیں کہہ جاتے ہیں۔ مثلاً سندھ کے گورنر اور سندھ یونیورسٹی کے چانسلر نواب افتخار حسین خان حمدوٹ نے جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر طلباء کو تلقین کی کہ..... لے پیاکے طلباء! تم سرسبز تعمیری جذبہ اور خدمت و ایثار کا نمونہ بنو۔ اور اپنی زندگی کو سچائی کو سمجھ کر کے اسلام کے سماجی انصاف کے تعصب العین کو حقیقت کے روپ میں ڈھالو!

کتنی اعلیٰ نصیحتیں کی ہیں نواب صاحب نے۔ ان نصیحتوں میں جہاں روحانی تقدس ہے وہاں یہ منطقی صنعت بھی ہے کہ

”شیخ عبداللہ صاحب کو کیا کرنا چاہئے شیخ صاحب کے لئے صاف اور سیدھا راستہ یہ ہے کہ وہ جس

کا ہم نہیں۔ یقین ہے کہ اس خدمتِ عظیمہ کے صلہ میں آئندہ حجاز کے علاوہ بھی کئی اسلامی ملکوں کے سفرِ کارِ مہم کاری موقع بہم پہنچایا جائے گا۔

ایک بات یہاں عبرتناک حد تک قابلِ لحاظ اور بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ مولانا نے اپنے اس بیان میں انہماقِ حق اور اخصا حق اور اعلانِ حق اور عشقِ حق وغیرہ کا بھی زبردست کارنامہ انجام دیا ہے۔ ہم پاکیزہ قومی نقطہ نظر سے جو یہ کہتے ہیں کہ علماء کے کام کو ضرور ضروریسیاسیات میں حصہ لے کر یا رینٹ کی ممبریاں اور کریمیاں سمبھالنی چاہئیں تو اس کی حقیقی وجہ یہی ہے کہ کرسی نشین طبقہ جہاں کوئی شرعی غلطی کرے ہمارے علماء فوراً اسے ٹوکیں۔ اور اصلاح کر دیں۔ یا فرض کیجئے، اہل اقتدار کسی موقع پر حق پوشی کا جسم کر رہے ہوں تو علماء کے کام فوراً اعلانِ حق کا فریضہ انجام دیں اور اس طرح سیکولر حکومت شرعی لائنوں سے نہ ہٹ سکے۔

اب دیکھتے، پیش نظر واقعہ میں ہی معرکہ الامراء و مہمورت پیش آئی ہے۔ اگر یہ حق ہے کہ شیخ عبداللہ فرقہ پرست تھے اگر نزدیک تھے۔ اور آخر میں انھوں نے پنڈت نہرو سے غداری کی تھی تو افسوس ہے پنڈت نہرو کی حق پوشی پر کہ آج تک انھوں نے اس امر حق کو چھپایا۔ پنڈت نہرو کے کسی بھی بیان کو خود میں لگائے دیکھ جائیے شیخ عبداللہ کی غداری اور فرقہ پرستی وغیرہ کے جرم کا کہیں تذکرہ نہ ملے گا۔ لیکن ہزار آخر میں مولانا حبیب الرحمن صاحب مدظلہ کی ہمت مردانہ اور شاہانِ حق گوئی پر کہ انھوں نے برصغیر عام پر حق کا اعلان کیا۔ حق کو واضح کیا۔ حق کی اشاعت کی۔ اب کم سے کم اللہ میاں روزِ قیامت یہ تو نہ کہیں گے کہ بھارت میں ایک عظیم حق پوشی کے وقت علماء خاموش رہے۔ بلکہ فرشتہ نیت پکائے گا کہ لے لوگو! سن بچپن کے سارے بھارتی علماء جنت میں گئے۔ کیونکہ ان کے ایک بٹے عالم نے اس تازک وقت میں تلاوتِ حق کا فریضہ ادا کیا۔ جب ان کے اولوالامر کہناں حق کے منکب ہوئے تھے۔

”دوبہ میں پتہ ہوتے لوگ پوچھیں گے۔“

”ملے مقدس فرشتے! کیا سارے ہی علماء بھارت جنت میں گئے؟“

اب بھی اپنا لیڈر کہتے ہیں (یعنی پنڈت جواہر لال نہرو وزیرِ اعظم) اپنے کو غیر مشروط طور پر ان کے سپرد کر دیں۔ اور صاف طور پر سبقت جی کوٹھکے بھیج دیں کہ جس طرح میں پہلے آپ کو اپنا سروار اتنا تھا اسی طرح آج بھی جانتا ہوں۔ اور جہاں آپ کہیں گے وہاں رہوں گا۔ اور جو آپ کہیں گے میں وہی کروں گا۔

آپ سوچیں گے کہ اس میں تبلیغ کا کیا پہلو ہے۔ تو ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں کہ قرآن کہتا ہے۔ الطیعین اللہ اطیعوا الرسول واولی الامر منکم را طاعت کرو اللہ کی، اور اس کے رسول کی، اور اپنے اولوالامر کی، جہاں تک اللہ اور رسول کی اطاعت کا معاملہ ہے تو یہ اول تو سیکر ازم کی رو سے بالکل ذاتی اور نجی معاملہ ہے جس کے بارے میں کسی عوامی لیڈر اور قومی رہنما کو عوامی استیج پر کہنے شے کی فرصت ہے نہ ضرورت فرصت تو یوں نہیں کہ اس سے بہت زیادہ ضروری مسائل مثلاً اسلامی ممالک میں ہندوستان کی نمائندگی، آنے والے الیکشن کے انتخابات، مسلمان کافروں کی چھان بین اور ان کے لئے فتاویٰ کفر کی تصنیف و تالیف وغیرہ درپیش ہیں اور ضرورت یوں نہیں کہ جس کا جی چاہے اللہ اور رسول کی اطاعت کرے۔ نہ کرے تو جائے جہنم میں۔

اب رہا اولوالامر کا معاملہ۔ تو بیشک اس کی عوامی اہمیت بڑی زبردست ہے۔ موجودہ ہندوستان میں صحت ہندو سماج قومی نقطہ نظر سے اگر کوئی اولوالامر ہو سکتا ہے تو ظاہر ہے پنڈت نہرو ہی ہو سکتے ہیں۔ ماشاء اللہ وہ نہ صرف ہندوستانی اولوالامر ہیں۔ بلکہ بین الاقوامی اولوالامر ہیں۔ معمولی قسم کے اولوالامروں کو بارے میں تو فقہانے اطاعت کی کچھ شرطیں بھی لگائی ہیں۔ اور قرآن کے لفظ منکم سے یہ شرطیں حق بجانب بھی نظر آتی ہیں۔ لیکن پنڈت جی اپنی عظمت و وسعت کے اعتبار سے ان شرطوں کے مصداق نہیں اور اسی لئے مولانا نے مختصر میں ”غیر مشروط سیرگی“ کی ہدایت کی ہے۔ خدا مرنے کے بعد ان کی قبر کو ہزاروں والٹ نور سے بھر دے۔ آج کے دو بیہ دینی میں قرآنی تبلیغ کو معمولی

فرشتہ کہے گا۔

"بیتنگ گئے۔ کیونکہ ملاج کی چابک دستی سائے ہی کشتی والوں کو پار لگا دیتی ہے۔"

بہت سے گناہ گار آگے بڑھ کے اپنی اپنی جہتوں پر چریاں نکالتے ہوئے چرخیں گے۔

"ہم بھی جو جمعیتہ العلماء کے ممبر ہیں۔ ہمیں بھی جنت دو۔"

فرشتہ کہے گا۔
"مخض ممبر ہونے سے کیا ہوتا ہے۔ سند دکھاؤ کس درجہ میں پڑھے ہو؟"

اور بجلی سے سیکڑوں گل خیر و اور خدا بخش ایک دوسرے کا نثر ٹکیں گے کہ کس درجہ کا نام لیں!

۱۴ اکتوبر ۱۹۵۵ء - خبر ہے کہ:-

"مرآتیں اور انجوائز میں فریسیوں کے ظلم و ستم پر حکومت ہند کا زبردست احتجاج۔"

بہت بہت شکریہ! احتجاج اور پھر زبردست۔ گویا کر بلا اور نم چڑھا۔ خدا ہی جانتا ہے کہ اس زبردست احتجاج کو فریسی توپوں میں کیڑے پڑیں گے یا نہیں۔ مگر اتنا خاکسار اپنی حکومت ہند سے ضرور عرض کرے گا کہ ہمیں آڑوس پڑوس میں ایک ملک ہے۔ مصر۔ وہاں ابھی ابھی کچھ لوگوں کو ان کا جرم ثابت کئے بغیر پھانسیاں دی گئی تھیں اور تقریباً چالیس ہزار انسانوں کو قید کر دیا گیا تھا۔ جو آج تک قید ہیں۔ اور طرح طرح کی اذیتوں کا نشانہ ہو رہے ہیں۔ اگر ہماری رحم دل انصاف پسند انسان دوست گورنمنٹ اس معاملہ پر بھی زبردست نہ بھی مکرور سا احتجاج کر دیتی تو اس کا کچھ ٹکس نہ جاتا۔ زیادہ سے زیادہ اسے یہ عذر ہو سکتا تھا کہ یہ پھر کا داخلی معاملہ ہے تو خاکسار عرض کرے گا کہ مخض احتجاج سے داخلی معاملہ ہونے میں کیا فرق پڑتا ہے۔ احتجاج کوئی پولیس کسٹن یا دھکی باجا رہا نہ کارروائی تو ہے نہیں۔ مخض کچھ الفاظ۔ کچھ مذہب باتیں۔ کچھ رسمی شکافت۔ بس۔ بین الاقوامی قانون کسی ملک کے داخلی معاملات میں دخل دینے کو منع کرتا ہے۔ لیکن مخض احتجاج۔ خواہ وہ رستم سے زیادہ زبردست ہو۔ دخل دینے کا نام نہیں۔

وہ تو مخض ایک رستم ہے۔ ایک فٹن۔ ایک شکفت۔ ہوتا وہی ہے گا جو ہور ہا ہے۔ اللہ انٹا خبر سنا۔ اگر ہماری گورنمنٹ مصر کے معاملہ میں بھی ہلکا سا احتجاج کر دیتی تو اس کی انسائٹ دستی حق پسندی اور برگزیدگی کے ریکارڈ میں ایک معقول اضافہ ہو جاتا۔

۱۵ اکتوبر ۱۹۵۵ء - پاکستانی ہماجرینڈیشن نے کہا کہ:-

"ہماجرین سے ہاؤس ٹکیں وصول کرنا ایک کھلا ظلم ہے۔"

آپ ایک ظلم کو لئے پھرتے ہیں۔ مطمئن رہتے، ابھی تک صرف ہاؤس ٹکیں تک نوبت ہے، اگر سراسر اقل کر سی لینینوں کو ضرورت محسوس ہوتی تو وقت آنے پر۔ "ہجرت ٹکیں" بھی لگائیں گے اور اس کے بعد بھی اگر سخت جان ہماجرین میں زندگی کی کوئی رقم باقی رہ گئی تو "سافٹ ٹکیں" لگایا جائے گا۔

جناب یہ عوامی جہوریت ہے۔ اس میں عوامی حکومت کو بھاری گاڑی کھینچنے والے محنت منیہ لیڈروں کے جھگڑوں کا رول اور دسترخوانوں کے لئے اگر عوام کے آخری قطرہ خون کی ضرورت ہوگی تو بلا تکلف لیا جائے گا۔ آپ اگر چاہیں گے کہ خود کشتی کر کے سانس ٹکیں سے بچ جائیں۔ تو واضح ہے کہ پاکستانی اور باپ کا رستہ ہے دقوت نہیں جو آپ کو اس آسانی سے نجات پانے دیں۔ وہ موت ٹکیں بھی لگائیں گے۔ اور جس دقت آپ کی آل اولاد آپ کی میت پر دہائیں مار مار کر رو رہی ہوگی اس وقت حکومت کے کارندے ڈنڈا دکھا کر ان سے کہیں گے کہ۔ جلدی موت ٹکیں دو۔ ورنہ "آنسو ٹکیں" بھی چالو کر دیا جائیگا۔ غیریت اسی میں ہے کہ جتنی کھال کھینچ رہی ہے کھینچ لینے دو نخرے دکھائے تو ہڈیاں بھی چھانی جائیں گی۔

۱۶ اکتوبر ۱۹۵۵ء - ایک بیانیہ:-

"ہر ایک بین الاقوامی اجلاس کو ایشیا اور افریقہ کے مسائل سے دلچسپی لینا چاہئے۔"

کیوں نہیں صاحب۔ بڑے لوگ تو پیدا ہی اس لئے تھے ہیں کہ چھوٹے لوگ مٹھ کر ان کے لئے دلچسپی کا سامان پیدا

ڈاکٹر اقبال سے کہا تھا۔

حدیث بے خبراں ہے کہ بازمانہ بہ ساز
زمانہ با تو نہ سازد تو بازمانہ سستیز
خاکسار ملازمین العرب تکی سرسید علیہ البرکت کی لوح
کے تعاون سے اس میں ذرا سی الٹ پلٹ کر کے عرض کرتا ہے۔
حدیث بے خبراں ہے تو بازمانہ سستیز
زمانہ با تو نہ سازد تو بازمانہ بہ ساز

۸ ستمبر ۱۹۵۵ء :- "جنرل اسکندر مرزا پاکستان کی مستقل
گورنر جنرل بنا دیتے جائیں گے۔ جناب غلام محمد
کی داپھی کافی الحال کوئی امکان نہیں۔"

"فی الحال" کا تکلف آپ نے خواہ مخواہ کیا۔ گیا ہوا کوئی
لوٹا ہے جو غلام محمد لوٹیں گے؟ یاد کیجئے میں الا تو امی شاعر نے
کیا کہا ہے۔

دنیا عجب سرائے فنائی دیکھی
ہر چیزیں یہاں کی آئی جیانی دیکھی
بیچائے ایک دن میر آسے ایک گئے۔ دوسرے آؤ دوسرے
گئے۔ اسی طرح گورنری بھی ایک عہدہ ہے جو آنے جانے کو فطری
قانون سے کیسے باہر ہو سکتا ہے۔
ایک آتا ہے ایک جاتا ہے یہ تماشاً تو کچھ نہیانا نہ ہوا
اسی خبر میں آگے ہے۔

"اگر غلام محمد جیسا اب بھی ہو گئے تو عرصہ تک انھیں
آرام لینے کی ضرورت ہوگی۔"

سچ فسر دیا۔ غریب نھو اور مولانا بخش بھی بیماری ہو گئے
ہیں تو کچھ دنوں آرام لینا ضروری ہوگا ہے۔ غلام محمد تو ٹھیک ہے
گورنر جنرل۔ فلک رسا آدمی۔ آہنی انسان۔ شیر پر۔ ان کے آرام
کی مدت اگر ہزار بارہ سو سال بھی ہو تو کم ہے۔ بلکہ جناب جسٹس
اسکندر مرزا کی وفاداری و محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ انھیں
کم سے کم قیامت تک آرام لینے کا موقع دیں۔

خیر یہ تو ان حضرات کا گھر بلو معاملہ ہے جس طرح چاہا ہے
نیٹھ۔ میں تو یہ خود کر رہا ہوں کہ اگر اسکندر مرزا کی مستقل گورنر

بنے ہے تو اگرچہ ان کا جمہوری ہونا تو بہر حال ثابت و مسلم ہوگا۔
لیکن یہ جمہوریت کس قسم کی ہوگی؟ - فسطائی جمہوریت؟ -
اسٹائلی جمہوریت؟ - ہٹلری جمہوریت؟ - ہوائی جمہوریت؟
کنٹرول زدہ جمہوریت؟ - اتفاقی جمہوریت؟ - یہ جمہوریت کی
چند چالو قسمیں مجھے یاد ہیں۔ سنا ہے جمعیتہ الاقوام ایک نئی جمہوری
انسانیت کو پیدا چھاپ رہی ہے جس میں جمہوریت کی دس ہزار
نوسو گیارہ قسمیں بیان کر کے بتایا گیا ہے کہ ابھی اتنی ہی بلکہ اس سے
بھی زیادہ قسمیں اور ہو سکتی ہیں۔ اس انسانیت کو پیدا سے یہ حقیقت
منکشف ہو سکے گی کہ اسے عامرہ اور انتخابات کے جھگڑوں کو
بالآخر ہو کر کسی شخص کا گورنر یا وزیر بنے رہنا کو کسی قسم کی جمہوریت ہو۔

۹ ستمبر ۱۹۵۵ء :- بنارس کے کلکٹر صاحب دام اقبال نے
عدالت میں تحریری بیان داخل کیا ہے کہ اردو کوئی زبان نہیں ہے
زندہ باش۔ پانڈہ باش! اب ذرا انجمن ترقی اردو کو

اردو کا حلیہ مشہر کریں۔ اور پتہ چلاں کہ یہ فی صاحبہ کہاں پڑوش
ہو گئی ہیں۔ مناسبت ہو گا اگر دس پانچ ہزار روپے انعام کا
اعلان بھی اس شخص کے لئے کر دیا جائے جو اردو صاحب کا صحیح صحیح
پتہ بتائے اور جو انھیں بنارس تک لپٹے ساتھ پہنچانے سے سکند
کلاس کا کر ایہ بھی دیا جائے گا۔

لیکن ایک دقت ہے جو اس مسئلہ میں قابل غور یہ فرض
کیجئے کہ اردو زبان داس ایک سخت بوڑھی عورت کو برقعہ
پہنا کر بنارس پہنچے کہ یہ ہیں اردو صاحبہ۔ اور اردو صاحبہ
نے بیان سے دیا کہ میں بیشک اردو ہی ہوں۔ لیکن مسسوی
اصل داستان یہ ہے کہ میرا اصلی پیدائشی نام باپ کی طرف سے
ہندی دیوی اور ماں کی طرف سے سنسکرتی ہے۔ بہت دن
ہوئے سرحد پار سے کچھ ڈکوا آئے۔ اور انھوں نے میرا حلیہ
بدل کر میرا نام اردو رکھ دیا پس میں حقیقتاً ہندی اور مجھارا
اردو ہوں۔

اب اس بیان کی روشنی میں انجمن ترقی اردو والوں کو
انعام کی رقم تو دینی ہی پڑے گی۔ لیکن کیس کا نتیجہ؟ نتیجہ
ظاہر ہے!

موت سے پہلے بقیہ از صوفیہ

انہوں نے جواب میں لکھا کہ میں آپ کا خط پڑھ کر بے حد شاکر ہوا۔ آپ ایک ایسی بات کے لئے مجھ سے کہہ رہے ہیں جس کا حال اس سے پہلے میں قطعاً جانتا بھی نہ تھا۔ مجھے اپنے اوپر شرم محسوس ہورہی ہے کہ میں نے کتنے گناہ کئے ہیں اور ابھی تک اس کی توبہ نہیں ہوئی کہ ان کی تلافی کر سکوں۔ آپ سے رو پیسے کر میں اپنے گناہوں میں اضافہ نہیں کرنا چاہتا۔ اللہ میں جانتا ہوں کہ شخص اتنا کہہ بیٹھے سے آپ کی سبکین نہیں ہوگی۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ میں نے سچے دل سے آپ کو معاف کیا۔ خدا بھی آپ کو معاف فرمائے گا۔ اس خط کو پڑھ کر وہ خوب خوب رویا۔ اس کے دل کا بوجھ اتر چکا تھا موت سے پہلے اس نے موت کے بعد آنے والی حالات کا انتظام کر لیا تھا۔

دوسری بڑی دقت یہ ہے کہ آج جو کلکٹر صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ آرد کو کوئی زبان نہیں۔ کل ان کے ہم شرب و ہم مزاج نہیں گے کہ مسلمان کوئی قوم نہیں۔ اس کے بعد کہا جاتے گا کہ عرب کوئی ملک نہیں۔ اس کے بعد قرآن کوئی کتاب نہیں۔ دھنم حجرتاً۔

پس غور طلب یہ ہے کہ کہاں کہاں تک اس دہرانت انکار اور ہٹلر انہ جبرأت و جسارت کا مقابلہ کیا جائے گا اور کیا ضمانت ہے کہ ہماش نین کہ آرد میں سے لاجواب ہو کر پھرسے اور کپتوں پر نہ اتر آئیں گے۔

پس لے آرد کے ناچیز پر ستارہ اور کزور عاشقو! عافیت اسی میں ہے کہ۔۔۔

ملک ملک دیم دم نہ کشیدم!
(مقلی زندہ صحبت باقی)



کھانسی کو روکنے!
کھانسی کو موٹی ہو کر نظر انداز نہ کیجئے۔ کھانسی رُخ کر نظر ناک تاج تاج نہ کر سکتی ہے۔
اس لئے کھانسی کے شروع ہوتے ہی

سَعَالِین

کی ایک ٹیبلٹ نہیں رکھ کر آہستہ آہستہ چوستے۔ یہ صرف کھانسی کو روکنے کی جھکی فراہم نہیں کو دور کرے گی۔ بلکہ طبیعت میں سکون پیدا کرے گی اور سانس کو خوشگوار بنائے گی۔ قیمت فی بیٹی شش پیسے بارہ آنے۔

ہمدرد دواخانہ (وقف، دہلی)۔

Hamdard
DAWAKHANA (TRUST) DEHI

نور و ظلمت

از خفران احمد خفران

پھر یہ ایساں ولیقین کچھ مفضل ہوئے، علی سرگردیاں
بکلی پٹریں تو اسی تناسب سے مسلمانوں کی رفتار ترقی بھی دہی
ہو گئی۔ سورج ڈھلنے لگا۔ سائے بڑھنے لگے۔

پھر رفتہ رفتہ شام ہو گئی۔ شام اندھیری اور سنسان
اور آخر کار رات آئی۔ تاریک گھنیری اور خرقا ک۔
وہ رات اب تک ہے۔ معلوم نہیں کب تک رہے
ہم اگلے پاس اس رات کو سحر کرنے والا خود شید و نگار
نہیں، ہم بھی کبھی گھبرا کر ماضی کی حسین یادوں کے چراغ جلاتے
ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ شاید ان چراغوں سے اور چراغ
جلیں اور رفتہ رفتہ ان چراغوں کی روشنی اس رات کو سحر
کر دے۔

ابتداءً اسلام کے چند ہی واقعات
آغاز اور مناظر ہمیں بتاتے ہیں کہ تاریخ ساز ایساں
اور اسلام کو اپنا نا کچھ ہنسی کھیل نہیں تھا۔ اس کے نتائج جتنے
شانداز تھے اس کا آغاز اتنا ہی صبر آزما اور ہمت
طلب تھا۔

حضرت بلالؓ جو ایساں کی رسی کو مضبوط کر دیکھتے تھے
انہیں پوچھتے: کیاں ہا نہ ہو کہہ کر مکہ کی گلیوں میں گھسیٹا جانا، لیکن
آپ کی زبان سے آحد احد نکلتا۔ یعنی اللہ ایک ہے۔
ان کا کافر آقاؐ میرے بن خلف ان کو سخت گرمی کے لوں
میں دوپہر کے وقت تپتی ہوئی زمین پر لٹا کر سینے پر پھر کی بڑی
چٹان رکھ دیتا تھا۔ تاکہ وہ لوجھ کی وجہ سے مطلق حرکت

مسلمانوں کے عروج و زوال کی تاریخ پر مفضل بحث کرنا
تو مفکرین و مصلحین کا کام ہے، ہم جیسے نا پختہ لو صرف امتنا
جاتے ہیں کہ مسلمانوں کے عروج و زوال کا اصلی سوت
اور سرچشمہ وہی اسلام و ایمان رہا ہے جس نے انہیں ایک
مضبوط قوم بنایا۔ جس نے انہیں عظمت و شہرت عطا کی،
جس نے انہیں ایک لاجواب تاریخ دی، اور جس سے زیادہ
مؤثر قوت محرکہ اقوام و ملل کی تاریخ میں کوئی منظر
نہیں آتی۔

قرآن نے جو کہا ہے کہ **وَ اِنَّكُمْ اِلَّا فَكْوْنِ اِنْ كُنْتُمْ
مُؤْمِنِيْنَ**۔ تم ہی سر بلند و کامراں رہو گے بشرطیکہ مومن رہو!
اس کی صداقت و تقابہت پر اسلام کی تاریخ روز روشن
کی طرح گواہ ہے، مادی اسباب و وسائل اور تنبیہ اوروں کی
فراوانی خارجی طور پر تو بیشک تو انائی اور سطوت پیدا کر سکتی ہے
لیکن وہ داخلی تو انائی اور سطوت جس نے جاہل و حشی عربوں
کی روجوں، دلوں اور دماغوں کو مستقلب کر کے ایک عظیم
ملت پیدا کی اور اسلام کا پرچم حیرت انگیز سرعت سے ایوان
عالم پہ بلند ہوتا گیا۔ محض ایمان و یقین ہی سے پیدا ہوئی تھی
اور یہ ایساں ولیقین جب تک مثل سے پوری طرح ہم آہنگ
رہا مسلمانوں کی داخلی توانائی و سطوت کے آگے کسی قبضہ و
کسرئی کے قدم نہ جم سکے۔ اسلام ایک جانی بیجانی حقیقت
کی طرح دلوں میں اترتا گیا اور شہر و جزائر اسلام کی بارگاہ
نیا زمین سرسبز ہوئے گئے۔

تذکرہ لکھیں، ذات کو ذخیر میں باندھ کر کوڑوں سے میں جانا، اور اسے جو تم بدن پر پڑتے اگلے دن کریم زمین پر ڈال کر اور تڑپا یہ جانا تاکہ یہ سسٹاک سے برگشتہ ہو جائیں یا تڑپ تڑپ کر جھبیا میں ان کا تکلیف پہنچانے والے تھک کر مارنے کا پاری مقرر کرتے، اللہ اکبر! کیا شان ہے کہ مارنے والے تھک جاسے لیکن مارا گیا نہ دلسلے نہ ٹھکتے، عیہ و امتقار نہ، کیونکہ شایان تاریخ انسانی میں بہت ہی کم دیکھنے میں آتی تھی۔

حضرت خنسا بن الامتہ جب مسلمان لائے تو ان کو بہت ہی سخت تکلیفیں چھلنی پڑیں، انوسے کی اور دینا ان کو سختی تھی ہونی زمین پر ڈال دیا جاتا جس کی وجہ سے پسینے پر پسینے بہتے بہتے، بہت سی دھند آپ کو کر کے بل گرم، بیت پر لٹا دیا گیا، جس سے آپ کی پشت کا گوشت چلن کر ڈر گیا، جب یہ ایک کا فر کی عورت کے غلام تھے تو وہ عورت ان کو، سلام لاسنے کی سزا کے طور پر نوسے کو گرم کر کے آپ کے سر کو داغ دیا کرتی تھی۔

حضرت عمرو نے اپنے زمانہ خلافت میں ایک مرتبہ حضرت خباب سے اس زمانہ کی تکلیفیں دریافت کیں، تو انھوں نے عرض کیا کہ میری پشت کو دیکھیں، حضرت عمرو نے پشت پر تھر فرمائی تو حیرت و استعجاب سے کہنے لگے "ایسی پشت تو کسی کو بھی نہیں دیکھی"۔ انھوں نے عرض کیا "میرے ایک کے انگاروں پر ڈال کر ٹھسٹا گیا اور وہ انگارے میری پشت کی چربی اور خون سے بھیجے۔"

حضرت ابو ذر غفاریؓ کے ایمان لانے کا جب واقعہ ہے، جب انھوں نے سنا کہ مکہ میں کوئی نبی مبعوث ہوا ہے تو عقیدتِ حال کے لیے اپنے بھائی کو بھیرا کر جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میرے پاس مٹی آفاست اور آسمان کی خمیر میں آئی ہیں۔ اس کے احوال معلوم کریں اور حکام خود سے نہیں، ان کے بھائی نے نہ کہتے والی سو کے بعد ان سے کہا کہ میں نے اس شخص کو ابھی عبادتوں اور بہتر اخلاق کا حکم کہتے دیکھا، اور ایسا کلام سنا ہے جس سے نہ کا جنوں کا کلام حضرت ابو ذرؓ کو اس محل جواب سے اشرف نہ ہوئی۔

تو خود سامان سفر باندھ کر مسلمان ہو چکے، وہ مسجد حرام میں قیام کے ارادے سے اتر گئے۔ شام تک اسی حال میں رہے، جب شام کو حضرت علیؓ کو اللہ جہ سے دیکھا کہ ایک پر دہی ٹھیرا ہوا ہے تو ان کو اپنے گھر لے گئے، اور کھانا کھلایا، اور یہ پوچھنے کی ضرورت نہ سمجھی کہ کون ہوا اور کیوں لائے ہو۔ حضرت ابو ذرؓ نے بھی کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا صبح کو پھر مسجد میں چلے گئے اور دن بھر حرام ہی میں ٹھیرے رہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خود تو پتہ نہ چلا اور دوسرے کسی شخص سے دریافت نہ کیا، غرضیکہ یہ دن بھی اسی طرح گزر گیا غالباً اس دن پوچھنے کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت حضور کے ساتھ دشمنی کے قصے کافی مشہور تھے، آپ کو اور آپ سے میلنے والوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتی تھیں، دوسرے دن شام کو پھر حضرت علیؓ کو خیال ہوا کہ پروردہی مسافر ہے، بظاہر جس غرض کے لیے آیا ہے وہ غرض پوری نہیں ہوئی اس لیے پھر اپنے گھر قیام و طعام کا اہتمام فرمایا، لیکن غایت مفسد پوچھنے کی پھر نوبت نہ آئی، اتفاق سے تیسری رات کو پھر یہی صورت پیش آئی کہ حضرت علیؓ نے دریافت فرمایا تم کون ہو اور کس عہد میں کے لیے آئے ہو؟ حضرت ابو ذرؓ نے پہلے تو عہد پیمانہ کے کہ دو صحیح صحیح بتائیں گے، اس کے بعد اپنی غرض بتلائی، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ وہ بے شک اللہ کے رسول ہیں اور صحیح ہے، جب میں جاؤں گا تو تم بھی مسیخہ ساتھ چلنا، ایسکے بعد اللہ اور دشمنی کا زور ہے، اس لیے راستہ میں اگر کوئی ایسا شخص ملا جو تم پر شہیہ کرے کہ تم وہاں جا رہے ہو تو میں وہاں کے لوگوں کو کہہ دوں گا کہ تم میرے چلے چلا، جس کی وجہ سے تمہارا میرے ساتھ چلنا معلوم نہ ہو، چنانچہ صبح کو حضرت علیؓ کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گفتگو کی، نتیجہ میں اسی وقت مسلمان ہو گئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تکلیف کے خیال سے فرمایا کہ اپنے اسلام کو تازہ کر دے، اور چپکے سے اپنی قوم میں چلے جاؤ، جب ہمارا ظہر ہو جائے گا اس وقت چلے آنا، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں

میری جان ہے، میں کلمہ توحید کو ان سے ایسا لوٹ کر درمیان
چھین کر لے رہوں گا،

چنانچہ اسی وقت مسجد حرام میں انشرفی لے گئے اور وطن
آواہ سننے آئے۔ اُن کے لئے ان لا الہ الا اللہ، اَشْهَدُ اَنْ
مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا، کھتا کہ تشریف کا یہ سننا تھا
کہ چاروں طرف سے آپ پر ٹوٹ پڑے اور اس قدر بنا
کہ مرنے کے قریب ہو گئے، حضرت عیاشؓ جو اس وقت
تک مسلمان نہیں ہوئے تھے ان کو یہی سننے کے لئے ان کے
اوپر لیٹ گئے، اور لوگوں سے کہا کہ کیا حکم کرتے ہو؟ انھوں
قبیلہ غفار سے ہے اور یہ قبیلہ شام کے راستے میں رہتا ہے
اور تمہاری تجارت ذخیرہ سب ملک شام سے ہے، اگر یہ کہتا
تو شام کا آنا جانا بند ہو جائے گا، اس پر ان لوگوں کو کچھ خیال
پیدا ہوا کہ ملک شام سے ساری ضرورتیں پوری ہوتی ہیں
وہاں کا دراستہ بند ہو جائے گا اور زری کا بند ہو جائے
اس لئے ان کو چھوڑ دیا، دوسرے روز بھی اسی طرح انھوں نے
باز ملنے کھم پڑھا، اور لوگ اس کلمہ کو سننے کی تاب
نہ لاکر پھر اسی طرح ٹوٹ پڑے، دوسرے دن بھی حضرت
عیاشؓ نے ان کو اسی طرح سمجھایا کہ تمہاری تجارت کا راستہ
بند ہو جائے گا۔

حضرت عثمانؓ اور ان کے ماں باپ کو اسلام لائے بعد
سخنت سے سخت تکلیفیں پہنچائی گئیں، کلمہ کی سخت گرم اور
رہتیلی زمین پر ان کو ڈال دیا جاتا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کا دھریس گزر جوتا تو صبر کی تلقین فرماتے اور جنت کی
بشارت دیتے، آخر ان کے والد حضرت یاسرؓ وہی تکلیف
میں وفات پا گئے۔ کھانوں نے دم لگتے تک چھین نہ لینے دیا
اور ان کی والدہ سیرہؓ کی شرم گاہ میں ابو جہل معون نے ایک
بزچھا مارا جس سے وہ شہید ہو گئیں، حالانکہ یہ زہمی نفسیں
ضعیف تھیں، مگر اس ظالم نے کسی چیز کا بھی خیال
نہیں کیا۔

یہ چند باتیں ہیں جنہیں کورام کے مصائب کی، دروغی
ساری ملکی زندگی ان جان گزارا واقعات سے بھری پڑی ہے

انھوں نے دنیا کو بتا دیا کہ صبر و استقامت کس چیز کا نام ہو
اور یقین و اذعانیت کس کا، تاریخ انسانی کا کوئی دور نبوت
کبریٰ سے فیضاً فراہم گروہ کی مثال پیش نہیں کیا، ان
مصائب اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے صحابہ کرام
میں وہ اوصاف پیدا ہو گئے تھے کہ اگر فرشتے بھی دیکھیں تو
شک کریں، مصائب اور تربیت نبوی سے صحابہ کرام مجسم
اخلاق و پیکر ایشارہ سرا یا نقوی، اور ماں تارا ہونے کے
ساتھ ساتھ اسرار اخلاقی و روحانی عروج پر فائز تھے جو کسی بھی
گروہ انسانی کو ان کے بعد حاصل نہیں ہو سکا، ان کے اخلاق
دروغی عروج کا اندازہ تاریخ اسلام کے انصاف پسند قارئین
کو خوب ہے، اور ٹیکلایاں میں صرف چند واقعات پیش
کروں گا، جن سے معلوم ہوگا کہ ان کی زندگی اور راہ زندگی
کیا تھی، عورات میں تو عابد اور دن میں نماز تہذیب نفس
کی خاطر اپنا سب مال نادمینے والے، نبی اکرم کے ایک
ایک حکم پر جان دینے والے، خدا کی راہ میں اپنی جان تک
پیش کر دینے والے تھے۔

ایشارہ

ایشارہ کہتے ہیں دوسرے کے مفاد کو اپنے
مفاد پر ترجیح دینا، یہ صفت صحابہ کرام میں
بہ درجہ اہم موجود تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں، ایک دفعہ
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دسامان بھادکے لئے، مال
صدقہ کر کے لے کر مکہ فرمایا، اتفاقاً میرے پاس اس زمانے میں
کچھ مال موجود تھا، میں نے دل میں کہا کہ آج میرے پاس
انفاق سے مال موجود ہے، اگر میں حضرت ابو بکرؓ سے بڑھنا
چاہوں تو آج بڑھ سکتا ہوں، یہ سوچ کر خوشی خوشی میں گھر گیا
اور جو کچھ بھی تھا اس میں سے آدھا لے آیا، حضور نے فرمایا کہ
ٹھروالوں کے لئے کیا چھوڑ کے آئے ہو، میں نے عرض کیا کہ
چھوڑ آیا، حضور نے فرمایا کہ آخر کیا چھوڑا، میں نے عرض
کیا کہ آدھا چھوڑا آیا ہوں، اور حضرت ابو بکرؓ جو کچھ گھر میں تھا سب
لے گئے، حضور نے ان سے بھی سوال فرمایا کہ ابو بکرؓ ٹھروالوں
کے لئے کیا چھوڑا، انھوں نے کہا کہ ان کے لئے اٹھارہ اس کے

رسول کو چھوڑ آیا ہوں، یعنی اللہ اور اس کے رسول یا ک کے نام کی برکت اور ان کی رضا و خوشنودی کو چھوڑ آیا ہوں، حضرت عمرؓ اس واقعہ کے بعد کہتے ہیں "میں حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کبھی نہیں بڑھ سکتا۔"

ابو جہم بن حذیفہ کہتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں میں اپنے چچا زاد بھائی کو ڈھونڈنے کے لئے نکلا اور ساتھ ایک پانی کا مشکیزہ بھی لے لیا کہ ممکن ہے وہ یہاں سے ہوں۔

اتفاق سے وہ ایک جگہ اس حالت میں ملے کہ دمِ آخر تھا، میں نے دریافت کیا کہ پانی دوں، یہ سن کر انہوں نے اشارہ سے رضا مندی ظاہر کی، دوسرے صاحب نے جو قریب ہی زخموں سے چورستے اور مرنے کے بالکل قریب تھے آہ کی میرے چچا زاد بھائی نے ان کی آواز سنی ان کی طرف جانے کا اشارہ کیا۔ میں ان کے پاس پانی لے کر پہنچا تو وہ ہشام بن ابی العاص تھے، میں نے جب ان کو پانی پلانے کا ارادہ کیا تو قریب میں ہی ایک صاحب اسی حال میں پڑے ہوئے دم توڑ رہے تھے، انہوں نے آہ کی، ہشام نے مجھے ان کے پاس پانی لے جانے کا اشارہ کیا، میں ان کے پاس پانی لے کر پہنچا تو وہ دم توڑ چکے تھے، جب ہشام کے پاس واپس آیا تو وہ بھی فوت ہو چکے تھے، ان کے پاس سے اپنے چچا زاد بھائی کی طرف لوٹا تو ان کی روح بھی جنت کو سدھار گئی تھی۔

ایک صحابی مسلسل روزہ رکھا کرتے تھے، انظار کے نیچے کوئی چیز نہ ہوتی تھی، ایک صحابی حضرت ثابتؓ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ رات کو میں ایک نہان کو اپنے ساتھ لاؤں گا۔ چونکہ ہمارے پاس کھانا کم ہے اس وجہ سے جب کھانے کا وقت ہو تو تم چراغ کو درست کرنے کے بہانے سے بھاڑ دینا اور جب تک نہان شکم سیر نہ ہو جائے اس وقت تک خود نہ کھانا، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اندھیرے میں بظاہر ہاتھ پلانے رہے تاکہ معلوم ہو کہ سب کھا رہے ہیں، صبح کو جب حضرت ثابتؓ حضور اکرمؐ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا رات تمہارا نہان کیسا تھو

برتاؤ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا۔

حضرت ابن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک صحابی کو کسی شخص نے بکری کی سری بطور تحفہ بھیجی، انہوں نے خیال فرمایا کہ میرے فلاں ساتھی زیادہ حاجت مند ہیں اور غناوان کثیر رکھتے ہیں، اس لیے ان کے پاس بھجوا دی، ان صحابی کو ایک تیسرے صحابی کے متعلق یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ میرے سے زیادہ اس کے مستحق ہیں ان کے پاس بھجوا دی، غرض اسی طرح وہ سری سات گھروں میں بھیس کر پہلے صحابی کے گھر لوٹ آئی۔

لقوے

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ایک غلام تھا، جو غلے کے طور پر اپنی آمدنی کا تقویرا سا حصہ حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں پیش کیا کرتا تھا، ایک دفعہ اس نے حضرت ابو بکرؓ کے سامنے کچھ کھانا پیش کیا اور آپ نے اس میں سے ایک لقمہ تناول فرمایا، غلام نے عرض کیا کہ آپ روزانہ دریا فت فرمایا کرتے تھے کہ کس طرح کیا۔ لیکن آج دریا فت نہیں فرمایا، آپ نے جو ہانا ارشاد فرمایا کہ شدتِ گرمی کی وجہ سے پوچھنا یا نہیں رہا، اب بتاؤ۔ غلام نے کہنا شروع کیا کہ میں زمانہ جاہلیت میں ایک قوم کی جانب سے گزارا اور دونوں ان پر مشر پڑھا، انہوں نے مجھ سے وعدہ کر رکھا تھا، آج میرا مانا ادھر سے ہوا تو انہوں نے جمعہ کو یہ دیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے یہ سن کر فرمایا، تو مجھے ہلاک ہی کر دیتا، اس کے بعد خلق میں اٹھ گیا، ڈال کرتے کرنے کی کوشش فرمائی، مگر ایک لقمہ جو خالی معدے کی حالت میں کھایا تھا نہ نکلا، تو کسی نے عرض کیا کہ پانی سے تھے ہو سکتی ہے، آپ نے ایک بہت بڑا پیالہ پانی کا طلب فرمایا اور پانی پی کر لقمہ فرماتے رہے، یہاں تک کہ وہ لقمہ نکال کر ہی دم لیا، کسی نے یہ دیکھ کر عرض کیا کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے کہ یہ ساری مصیبت اس ایک لقمہ کی وجہ سے برداشت فرمائی، آپ نے فرمایا اگر یہ لقمہ میری جان کے ساتھ بھی چلتا تو میں اس کو نکالتا، میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ جو جسم حرام مال سے پرورش پاتا ہے اس کے نئے آگ سزاوار ہے، مجھے یہ خبر ہو کہ میرے جسم کا کوئی حصہ اس لقمہ سے پرورش نہ پھائے

آپ ہی کا ایک واقعہ بخاری میں ایسا ہی ہے کسی غلام نے قبل اناسلام غیب کی بات کسی کو بتلائی تھی اور وہ اتفاقاً صبح صبح نکل گئی۔ ان لوگوں نے اس غلام کو کچھ لائق خوردنی سامان اجرت کے طور پر دیا۔ غلام نے اپنی لائق اجرت کے طور پر حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں اس کا کچھ حصہ پیش کیا، حضرت نے لوش فرمایا اور معلوم ہونے کے بعد جو کچھ بیٹ میں تھاتے کے ذریعہ سب نکال دیا۔

حضرت عمرؓ کو ایک صاحب نے دودھ ہدیتاً پلایا جب آپ نے لوش فرمایا تو اس کا مزہ کچھ نیا نیا سا محسوس ہوا، ان صاحب سے دریافت کیا گیا کہ دودھ کیسا ہے، اور کہاں سے حاصل ہوا، تو انھوں نے عرض کیا سنلان جنگل میں صدقہ کے اونٹ چر رہے تھے، میں وہاں پہنچا تو ان لوگوں نے دودھ نکالا اور اس میں سے مجھے بھی دیا، حضرت عمرؓ نے منہ میں ہاتھ ڈالی کر سالا کا سارا نکال دیا۔

بے نفسی
حضرت علیؓ کا واقعہ لکھا ہے کہ آپ نے میدان جہاد میں ایک کافر کو پھینکا اور اس کے قتل کے ارادے سے اس کے سینے پر چڑھ گئے۔ کافر کو کچھ اور توڑ موم بھی اس نے آپ کے چہرہ مبارک پر تھوک دیا، حضرت علیؓ کریم اللہ وجہ فوراً میدان سے اتر آئے، وجہ پوچھی گئی تو فرمایا پہلے میں نے اسے خدا کی خوشنودی اور رضا کی خاطر پھینکا تھا اور قتل کر دیا تھا، اب اس نے میرے منہ پر تھوک کا توڑ میرے ارادہ قتل میں مبرا نفس ہی شامل ہو گیا۔

بہادری و دلیری
تو ت عرض پر ہو، بزدل یا ہے جنت نہیں ہو سکتا، یہی حال صحابہ کرام کا تھا۔ بہادری و دلیری میں وہ کیت سے نہ زمانہ تھے، بڑے بڑے پہلے ان میدان جہاد میں ان سے مبارزت کرتے ہوئے ڈرتے تھے، اس بہادری و دلیری کی وجہ سے صحابہ کرام ایک قلیل عرصہ میں دنیا کے اکثر حصہ پر چھا گئے اور قیصر و کسریٰ کی ساری شیخت و سطوت خاک میں مل گئی، کیا خیال جہاں صحابہ کرام حملہ کریں اور وہ فتح نہ ہو۔ ان کے لشکر کا ہر سپاہی ہزاروں کے

جمع میں گھس جاتا تھا اور فتح و کامرانی کے جھنڈے اٹاتا ہوا واپس آتا تھا، شوق شہادت اور ولولہ جہاد نے ان میں بہادری کا وہ جوہر پیدا کر دیا تھا کہ رنج مسکوں ان کی تمتدی اور جرات آفرینی کے لئے تنگ تھا، ذہن کے واقعات سے پرتہ چلے گا کہ ان کے اندر کس وجہ بہادری کا دھن عیاں تھا۔
حضرت عبداللہ ابن جحشؓ نے غزہ اہد میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے کہا کہ آؤ سعد ملکر دعا کریں، ہر شخص اپنی حاجت کے لحاظ سے دعا کرے اور دوسرا آمین کہے کہ اس میں تسبیحیت کا زیادہ امکان ہے، دونوں حضرات نے ایک گوشہ میں جا کر دعا فرمائی، پہلے حضرت سعد نے دعا کی یا اللہ حیب کل کی لٹائی شروع ہو تو میرے مقابلہ میں ایک بڑے بہادر کو مقرر کر فرما جو سخت حملہ والا ہو، وہ پھر سختی سے حملہ آور ہوا اور میں اس پر زور دار حملہ کروں، پھر مجھے فتح نصیب فرما کہ میں اس کو تیری راہ میں قتل کروں اور غنیمت حاصل کروں۔

حضرت عبداللہ نے آمین کہی اور اس کے بعد حضرت عبداللہ نے دعا فرمائی۔

اے اللہ کل میدان میں ایک بہادر سے ملتا بلکہ کرا جو سخت حملہ والا ہو، میں اس پر شدت سے حملہ کروں اور وہ بھی پھیر زور سے حملہ کرے اور پھر وہ مجھے قتل کر دے، پھر میرے ناک کان کاٹ ڈالے۔

جب قیامت میں پیشی ہو تو تو کہے عبداللہ تیرے ناک کان کیوں کاٹ ڈالے گئے اور میں عرض کروں یا اللہ تیرے اور تیرے رسول کے ہاں ستم میں کاتے گئے، حضرت سعد نے آمین کہی۔

حضرت علیؓ کا مشہور واقعہ ہے کہ اہد میں حیب کافروں نے حضور اکرمؐ کی شہادت کی افواہ اڑائی تو آپ کو فکر لاحق ہوئی اور اہد نڈیٹے ڈھونڈتے دیوبند وار ایک تلوار سے نر کفار کے جمع میں گھس گئے، انفار پیچھے ہٹ گئے تو آپ کی نگاہ اک دم حضور اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی اور حضور کے قریب جا کر کھڑے ہو گئے، نر کفار کی ایک جماعت حملہ آور ہوئی، حضور نے فرمایا

علی ان کو رد کر دیا، حضرت علیؑ نے بڑھ کر اس جماعت کا مقابلہ کیا اور اس کا منہ پھیر دیا، بعد میں پھر ایک تمغہ کفار کا حملہ کے ارادہ سے بڑھا تو حضور اکرمؐ نے پھر حضرت علیؑ کو اشارہ فرمایا انھوں نے پھر تم تنہا اس تمغہ کفار کا مقابلہ کیا۔

حضرت علیؑ ہی کا ایک اور واقعہ ہے، کہ مکہ سے ہجری میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر کے بیویوں پر حملہ کا ارادہ فرمایا، بیویوں نے بڑے بڑے مضمیہ قلعے بنا رکھے تھے جنہیں فتح کرنا جوئے شیر لانا تھا، ان قلعوں میں سب سے بڑا قلعہ ثموں تھا، جس کا سردار بیویوں کا سب سے بڑا سردار مرحب تھا،

جب کئی دن کی کوشش کے بعد بھی قلعہ فتح نہ ہو سکا تو آپ نے پیشین گوئی فرمائی ”میں کل اس شخص کو علم دوں گا جو خدا اور رسول کا محبوب ہے اور خدا اور رسول اس کے محبوب ہیں خدا اسی کے ہاتھ اس تمغہ کو سر کر لے گا۔“

دوسرے روز حضور نے حضرت علیؑ کو طلب فرما کر ان کے ہاتھ میں علم عطا فرمایا۔ حضرت علیؑ نے تعجب انگیز بہادری کے ساتھ مرحب اور اس کے بھائی کو قتل کر دیا اور قلعہ پر علم اسلامی لہرایا۔

حضرت عمرؓ کی بہادری تو ضرب المثل ہے، آپ کے متعلق حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگ ان کے قریب اس وقت تک نہ آتے تھے جب تک حضرت عمرؓ مسلمان نہیں ہوئے،

حضرت علیؑ فرماتے ہیں، پہلے پہلے سب صحابہ نے چھپ کر ہجرت کی لیکن جب حضرت عمرؓ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو لوگ گلے میں لٹکائی اور کان ہاتھ میں لے کر بہت سے تیر ساتھ لے لے، اول مسجد میں تشریف لے گئے، پھر نہایت اطمینان سے نماز ادا کی، اس کے بعد کفار کے مجموعوں میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جس کا دل چاہے کہ اس کی ماں اس کو روئے، اس کی بیوی بیوہ ہو جائے اور بچے تیم بن جائیں وہ نہ سے یا میرا کر میرا مقابلہ کرے،

آپ الگ الگ جماعتوں میں یہ اعلان فرما کر تشریف لے

گئے، کسی ایک شخص کو بھی ہمت نہ ہوئی کہ آقاؐ سے کفر کرے۔

حضرت حذیفہؓ جو حضرت ابو بکرؓ کے زمانے سے حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت کے ابتدائی عرصہ تک افواج اسلامیہ کے سپہ سالار تھے۔ وہ بیویوں کے ساتھ ایک جنگ میں اپنے ساتھیوں کو لیکر ساتھ فرار آدمیوں سے لڑنے اور فتح حاصل کی۔ ایک جنگ فرودوں کا حال کھنگایا، صحابیات بھی حد و وجہ بہادری اور دلیری کے صفات اپنے اندر رکھتی تھیں، کچھ واقعات نقل کئے جاتے ہیں۔

حضرت ام عمارہؓ کا واقعہ تاریخوں میں کھلے کہ یہ ایک انصاری عورت تھیں، اکثر لڑائیوں میں شریک ہوتی تھیں،

جنگ احد میں بھی دشمنوں کی امداد کرتی پھر یہی تھیں، یہ فرماتی ہیں میں نے ایک کپڑے میں چھترے لپیٹ رکھے تھے، جب کوئی مسلمان زخمی ہوتا میں جھٹ کپڑا اٹھا کر زخم بھر دیتی، اسی جنگ میں میں خود کئی جگہ زخمی ہوئی، بارہ تیرہ زخم آئے، ام سعد کہتی ہیں کہ میں نے ان کے کاندھے پر ایک گہرا زخم دیکھ کر پوچھا کہ یہ کس طرح لگا تھا، کہنے لگیں احد کی لڑائی کا واقعہ ہے کہ ابن قریظہ جب یہ کہتا ہوا بڑھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں مجھے کوئی بہتادو۔ آج وہی گئے تو میری غیرت تھیں تو مصعب بن عمیر اور چند صحابہ اس کے سامنے آگئے جن میں سے میں بھی تھی، اس نے میرے کندھے پر وار کیا، میں نے اس پر کئی زارے کئے عمرہ ۶۰۰ ہجری زخم پانچ دنوں سے تھا، اس سے زار چھو بھی آخر اندازہ نہ ہو سکا، میرے زخم کیا اور میں نے اس کا بہت علاج کرایا مگر نہ تازہ نہ ہوا۔

یہ صحابیہ، حدیبیہ، خیبر، عمرہ، حنین اور یس مدنی جنگوں میں بھی شریک ہوئیں،

حد کا ایک اور واقعہ ہے، ان کے بیٹے عبداللہ ابن زید کہتے ہیں کہ میرے باپیں بازو میں زخم آ گیا تھا اور خان رکتہ تھا حضورؐ سے کہا اسپر زنی باندھ لو، اس نے میں میری والدہ تشریف لائیں اور کمر میں سے کپڑا نکال کر پی باندھی اور ہاتھ کے بعد کہنے لگیں، زوار کا فسروں سے مفاہم کو، حضورؐ انہیں گفتگو سن رہے تھے، فرماتے گئے ”ام عمارہ اتنی ہمت کون رکھتا“

جتنی تو رکھتی ہے :

عسارہ کہتی ہیں کہ اتنے میں ایک کا فسر سامنے آیا تو حضور نے فرمایا یہی ہے وہ جس نے تیرے بیٹے کو زخمی کیا ہے، میں آگے بڑھی اور اس کی پستلی پر وار کیا جس سے وہ مضمحل ہو کر اکدم بیٹھ گیا، حضور فرمائے اور فرمایا کہ بیٹے کا بدل لے لیا، اس کے بعد جلوگ آگے بڑھے اور اس کا کام ختم کیا۔

حضرت صفیہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور حضرت حمزہ کی بہن تھیں، احد کی لڑائی میں یہ بھی شریک تھیں، جب مسلمانوں کو شکست ہوئی اور کچھ لوگ پلٹ کر بھاگنے لگے تو یہ ان کے منہ پر پرچھا مار مار کر واپس لوٹتی تھیں۔

غزوہ خندق میں ان ہی کا واقعہ ہے، حضور اکرم نے سب عورتوں کو ایک قلعہ میں حفاظت کی خاطر بند کر دیا تھا اور حضرت حسان بن ثابت کو جو یا نکل ضعیف تھے گھبران رکھا تھا، یہودیوں کے بیٹے یہ موقع غنیمت تھا، وہ تو انہوں نے دشمن تھے ہی، انہوں نے عورتوں کی ایک جماعت پر حملہ کر دیا اور ایک یہودی کو اندر کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا جب یہ قلعہ پر پہنچا تو اتفاق سے حضرت صفیہ نے اس کو دیکھ لیا اور حضرت حسان سے کہا تم باہر نکلو اور اس کو قتل کر دو حضرت حسان کو ضعف کی وجہ سے ہمت نہیں ہوئی تو انہوں نے ایک خیمہ کا کھونٹا اپنے ہاتھ میں لیا اور خود نکل کر اس کا سر کچل دیا۔

حضرت خنساء مشہور شاعرہ تھیں، اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ اگر مسلمان ہوئیں، ان کے متعلق ابن اثیر کہتے ہیں کہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی عورت نے ان سے بہتر شعر نہیں کہا، ان سے پہلے ان کے بعد جب حضرت عسکر کے زمانہ خلافت میں سلسلہ میں قادیسیہ کا معرکہ ہوا تو اس میں خنساء بیچ چاروں بیٹیوں کے شریک ہوئیں ایک دن پہلے لڑکوں کو بہت نصیحت کی اور ابھارا۔

کہنے لگیں کہ میرے بیٹو! تم اپنی رضا مندی سے

مسلمان ہوئے ہو اور اپنی رضا سے تم نے ہجرت کی، اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو اسی طرح ایک باپ کی اولاد ہو، میں نے نہ تمہارے باپ سے تخیانت کی نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا، نہیں سنے تمہاری عزت و شرافت پر ہتھیار لگایا نہ تمہارے نعت کو میں نے غلط کیا، تمہیں معلوم ہے کہ اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کے لیے کافروں سے جہاد کرنے میں کیسا کیسا ثواب رکھا ہے، تمہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آخرت کی ہاتھی رہنے والی زندگی دنیا کی فانی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ، اے ایمان والو! کالیف پر صبر کرو اور مقابلہ کے لئے تیار رہو، تاکہ تم پورے کا لیوا ہو!

لہذا کل صبح کو جب تم صبح و سالم اٹھو تو بیت ہو بخاری سے میدان جہاد میں اترو اور اللہ تعالیٰ سے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد مانگتے ہوئے بڑھو اور تم جب دیکھو کہ جنگ زور پر شروع ہو گئی اور اس کے شیعے بھڑکنے لگے، تو اس کی گرم آگ میں کود جاؤ اور کافروں کے سردار کا مقابلہ کرنا، انشاء اللہ جنت میں اکرام کے ساتھ کامیابی نصیب ہوگی۔

چنانچہ جب صبح کو لڑائی شدت اختیار کر گئی تو چاروں لڑکوں میں سے ایک ایک نیر وار آگے بڑھا اور اپنی ماں کی نصیحتوں کو اشرف کی صورت میں پڑھ کر شوق و انگ پیدا کر تا اور جب شہید ہو جاتا تو دوسرا بھی اسی طرح بڑھتا اور شہید ہونے تک لڑتا رہتا۔

بالآخر جب چاروں شہید ہو گئے اور ماں کو چاروں کے انتقال کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ان کی شہادت سے مجھے شرف بخشا، مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اس کی رحمت کے سایہ میں ان چاروں کے ساتھ میں بھی رہوں گی۔

انسان کا قاعدہ ہے کہ
اقتدار حاصل کرنے کے بعد وہ

اکثر بیشتر ظلم و جبر اور فسق و فجور کی طرف مائل ہو جا آئے ہیں اس کی وجہ اس کے سوا کچھ ہے کہ اسے احتساب و گرفت کا خوف نہیں رہتا اور نفسِ آمادہ کے تقاضے اسے لذت و عیش کی راہ پر آگے ہی آگے لجاتے ہیں۔

اس کے برخلاف صحابہ کرام کے ہاتھ میں جب اقتدار کی باگ ڈور آئی تو ان کی طبیعتوں کا میلان ظلم و جبر کی بجائے عدل و انصاف پر اور فسق و فجور کی بجائے خیر و صلاح پر اور زیادہ ہو گیا، نشہ اقتدار کے عوض ان کے دل و دماغ نے ذمہ داریوں کا بڑھتا ہوا نقشہ محسوس کیا، کیونکہ انہیں اپنی تمام اعمال کی جواب دہی خدا کے حضور کرنے پر اتنا ہی یقین تھا جتنا دن کے دن ہوسنے پر، وہ حکمران ہو کر گویا خدا کی طرف سے مزید ذمہ داریوں کے نیچے دب گئے تھے، اب انہیں صرف اپنی ذات کی نہیں بلکہ اپنی رعایا کی بھی دیکھ بھال کرنی تھی، مفرور ہونے کے بجائے اب وہ اور زیادہ عاجز ہو گئے۔ خدا کا خوف پہلے سے ترقی کر گیا۔

جائے عبرت ہے کہ وہ شاہِ وقت (ابوبکر رضی اللہ عنہ) جو جہور کا محبوب و منتخب حکمران تھا، سر پر کپڑے کی ٹھنڈی رگوں کے بازار میں پارچہ منسردشی کے لیے جاتا ہے، راستہ میں ایک صاحب ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یا امیر المؤمنین! کہاں تشریف لجا رہے ہیں؟ اب تو آپ پر خلافت کی ذمہ داریاں عائد ہو گئیں!

جو اب ملتا ہے۔ بال بچوں کے لئے روزی کا نفا رعایا کے اہل الراسے اصحاب خیال کرتے ہیں کہ اب یہ مناسب نہیں ہے کہ ابوبکر پہلے کی طرح کپڑا بچکر روزی کماتیں لہذا بیت المال سے بہت تلیل مقدار میں وظیفہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ وظیفہ شاہِ وقت کی تنخواہ۔ وہ تنخواہ جس میں دو وقت صرف وال روٹی چل سکتی ہے!

اس کے باوجود شاہِ وقت کی دیانت اور تقویٰ نے ملاحظہ فرمائیے، ایک روز آپ کی بیوی کہتی ہیں ”بچوں کا جی پیٹھ کو چاہ رہا ہے، وظیفہ میں اتنی گجائی لٹن نہیں ہے کہ بیٹھا کھائے، آپ بیت المال سے کچھ رقم لیں۔“

شاہِ وقت جواب دیتا ہے۔ ”نیک بخت۔ بیت المال کی دولت تمام مسلمانوں کی دیانت ہے، وہ اس لیے نہیں ہے کہ ابوبکر کے اہل و عیال اس سے کام دہین کی لذت یا اپنی کام لیں۔“

یہی چپ ہو جاتی ہیں، لیکن ایک ماٹا کی ماری ماں بچوں کی مانگ سے بے پرواہ ہو جاتے پر قادر نہیں رہتی، وہ روزانہ کے خرچ میں سے چند پیسے بچانا شروع کرتی ہے، اور آخر کار کئی دنوں میں جب وہ اتنے ہوجاتے ہیں کہ میٹھے کی باڈھی پک سکتے تو میٹھا پکا کر کھاتے ہیں اور خوش خوش دسترخوان پر رکھتی ہے۔

خلیفۃ المسلمین پوچھتے ہیں ”یہ میٹھا کیسے پکا؟“ بیوی سر ماتی ہیں ”میں نے روز کے خرچ میں سے اتنے پیسے بچائے۔“

اس کے جواب میں شاہِ وقت جو کارروائی کرتے ہیں وہ تاریخِ عالم میں اپنی منظر نہیں رکھتی۔

بیوی نے روزانہ جتنے پیسے بچائے تھے اتنے ہی پیسے روز کے حساب سے آپ نے اپنے وظیفہ میں کم کر دئیے اور کہا کہ جب اتنے پیسے کم میں بھی گزر تو سکتی ہے تو زیادہ کیوں سلیے جاتیں!۔

یہ وہ دور تھا جس میں مسلمان اہل اقتدار خود کو رعایا کا غلام سمجھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے تعلق کا تاریخ بتاتی ہے کہ ایک وقت آپ سے ملاقات کے لیے آیا، آپ ادھر ادھر دوڑ رہے تھے، پوچھا کیا وجہ ہے، فرمایا بیت المال کا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے، عرض کیا گیا آپ کیوں ڈھونڈ رہے ہیں۔ کسی غلام کو حکم دیکھئے وہ ڈھونڈ لائے گا، حضرت عمرؓ نے جواب دیا ”مجھ سے بڑھ کر کون غلام ہو سکتا ہے جو شخص مسلمانوں کا سردار ہے وہ ان کا غلام بھی ہے۔“ یہ وہی حضرت عمرؓ ہیں جو صویوں پر کسی حاکم کو خنزیر کرتے تو اس سے بے گھر لیٹتے کہ وہ گھوڑے پر سوار نہیں ہوگا، مار لیکر انہیں پینے گا، چھٹا ہوا آٹا نہ کھائے گا، اور دروازے پر دربان نہ کھیگا، اور ہاتھ بند جب چاہیں گے اس سے ملاقات کر سکیں گے، اور جب ایک

الہان کو روحانی و اخلاقی عروج کا ماسٹر بنا رہا ہے، وہ کہہ رہا ہے اگر تمہارا روحانی نظام اچھا ہے ساری باتیں اچھی ہیں اور جہاں روحانی نظام بگڑا ایسے سمجھ لو کہ مقصد میں میں سے ہو گئے، اور تمہاری وجہ سے خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا جو تمہارا اپنا لایا ہوا ہے، اگر تمہارا روحانی نظام عروج پر ہے تو تمہاری یہ صفت، جو فی چاہیے کہ تم کو اگر زمین پر ٹھکتے ملے تو تم نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دو، تم خدا کو اپنا مقصود بنا لو یہ تمہارے لیے فائدہ مند ہے۔ مال و زندگی مقصود بناؤ کیونکہ اس کو مقصود بنا لینا فساد کی جڑ ہے، اگر تم مال و زر اور دنیاوی لذت کو اپنا مقصود بنا لو گے تو تمہارے روحانی نظام کو سخت ٹھیس لگے گی، جتنا تم مال و زر اور دنیاوی لذت کو مقصود بناتے جاؤ گے اتنا ہی درندہ صفت بن تے جاؤ گے اور اپنے نفس کی خواہشوں کو پورا کرنے کے لیے تم جائزہ نامائز حق و ناحق پر نظر نہ کر سگے، اور یہ انسانیت کی موت ہے اگر انسان سدھر جائے اور مذکی ہو جائے تو دنیا کی دوسری قوتیں اسے نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔

انسان کے جسم کے اندر ایک خون کا لوتھڑا ہے جس کا نام قلب ہے، اگر وہ سدھر جائے تو سارا روحانی نظام سدھر جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو روحانی نظام کے ساتھ ساتھ جسمانی نظام بھی بگڑ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے محبت، ایثار، اخلاق کا جنس زہ لکل جاتا ہے اور ان کی جگہ خود غرضی، بد اعتمادی، فدا فراموشی اور اسی تم کی دوسری صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔ باقی اٹنڈا۔

گورنر کے متعلق آپ کو اطلاع پہنچی کہ وہ باریک کپڑے زیب تن کرتا ہے اور اس سے دروازے پر دربان ضرور کتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے ایک شخص کو بھیجا، اس نے دیکھا تو دونوں باتیں ہی پائیں اسی لباس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا۔

آپ نے حکم دیا کہ اس کے باریک کپڑے اتار کر بالوں کا کرتا پہنا یا جائے اور جنگل میں بھیڑ بگڑیاں چرانے کا کام سپرد ہو۔

کسی نے ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے گورنر عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کے متعلق شکایت کی کہ اس گورنر نے بلا کسی جرم کے کوڑے لگوائے ہیں، آپ نے حکم دیا کہ وہ بھی عام لوگوں کو سامنے گورنر کو کوڑے لگائے۔

حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حاکم اسے اپنی بے عزتی سمجھیں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ نہیں ہو سکتا کہ میں ملزم سے بدلہ نہ لوں، حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی منت سماجت کی کہ وہ کوڑے کے عوض دو دوا شرفیاء لیکر اپنا کیس واپس لے لے۔

یہ وہی عمر ہیں جو راتوں کو رہایا کی حسب گیری کیلئے گشت لگایا کرتے تھے، اور یہ خلیفہ باوجود سطوت و شوکت کے رات میں ایک ستری کے فرافض انجام دیتے تھے چنانچہ ایک دفعہ شہر کے باہر ایک قافلہ آکر ٹھہرا، آپ حضرت عبدالرحمن ابن عوف کے پاس پہنچے اور کہا مجھے اس قافلہ کے متعلق ڈر لگا ہوا ہے کہ کہیں چور اسے لوٹ نہ لیں، چلو ہم دونوں چل کر پھر دیں، دونوں تمام رات پھر دیتے رہے۔

یہ چند واقعات ہیں جو صحابہ کرام کے احسان لائق و روحانی عروج کو سمجھنے کے لیے لکھے گئے، اور صحابہ کرام کی ساری حیات اقتدار ایسے واقعات سے بھر پور ہے اور دنیا انگشت بردن ہے کہ انسان ایسا بھی ہو سکتا ہے جو ان کے نزدیک یہ تعجب کی بات ہے، لیکن اسلام ابتدا سے آفرینش سے ہی انسان کو یہی دعوت دے رہا ہے اور

مکتبہ تجلی سے کت میں خرید کر ادارہ تجلی کی مدد کیجیے، کتابوں کی فروخت سے حاصل ہونے والا نفع تجلی کی ترقی و ترقی میں کام آتا ہے۔

امیشدین

تسہ عثمانی دیوبندی

یہ دور یہ حالات بدل جائیں گے

یہ وقت یہ لمحات بدل جائیں گے

ہر ساز کی ڈی ہوگی سکون بخش حیات

لاریب یہ نعمات بدل جائیں گے

یہ طور یہ آئین کہن بدلے گا

یہ طرز یہ اپنوں کا چلن بدلے گا

جائیگی حضراں اور بہار آئے گی

لاریب کہ یہ منظم چین بدلے گا

افسوس

رعنائی انکار کہاں باقی ہے

تائانی کردار کہاں باقی ہے

حالات کی رفت اور بدلے جو قمر

وہ حیدر بہیدار کہاں باقی ہے

سخنہائے گفتنی

از شمسہ رام پوری

ہو اسے غیر کتنا رنگ عالم کہہ نہیں سکتے

ہم اسے دل میں جتنا درد ہے ہم کہہ نہیں سکتے

زباں رکھتے ہوئے کتے ہی وہ موقع بھی آہیں

کہ سب کچھ دیکھتے سنتے ہیں تاہم کہہ نہیں سکتے

جو سامان چاہتیں مشاطی گے سب ہوتا ہیں

مگر پھر کیوں ہے انکی زلف ہر دم کہہ نہیں سکتے

نشان اب آدمیت کا کہیں ڈھونڈ بھی نہیں سکتا

نہیں ہے ابن آدم نوع آدم کہہ نہیں سکتے

تجوں کفر از کھبر رخصتہ و کجا ماند مسلمان

اب اس کے بعد کچھ ہم اور کرم کہہ نہیں سکتے

بہت سی گفتنی تا گفتہ دل میں ہیں ترسک

اور ہم سن نہیں سکتے اور ہم کہہ نہیں سکتے

نوائے روش

بشیر اثر مایگانوی

کون رہتا ہے دور سے آواز کیا میں کبوں اسے نوائے روش

عطرہ برق و باد کیا جھکو اس چن میں میں خود ہوں نائے روش

مدقوں سے ہوں تشنہ ناساقی ہاں اور کھی ٹکاو باد نوائے روش

نگہ مست دیکھ کر ان کی مشائی آواز سے نوائے روش

کچھ زچھ عشق کا مال آخر زندگی موت سے ہے ہم افروش

من اللہ
معارف اللہ

تقدیر کا نام بھی شرط ایمان ہے

از مولانا منظور نعمانی

فضل و احسان ہوگا۔ اُن کے اعمال کا واجب حق نہ ہوگا۔ اور سزا
تقدیر پر ایمان لانا اس قدر ضروری ہے کہ، اگر تم احد پہ لڑی
ہمراہ سوار اور خدا میں خرچ کر دو تو اللہ کے یہاں وہ قبول نہ ہوگا
جب تک تم تقدیر پر ایمان نہ لاؤ۔ اور تمہارا پختہ اعتقاد یہ ہے
کہ جو کچھ تمہیں پیش آتا ہے۔ تم کسی طرح اُس سے بچو گے نہیں سکتے تھے
اور جو حالات تم پر پیش نہیں آتے وہ تم پر آ ہی نہیں سکتے تھے (یعنی
جو کچھ ہوتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر اور مقرر ہو چکا
ہے۔ اور اس مقررہ پروگرام میں ذرہ برابر تبدیلی بھی ممکن نہیں ہے)
اور اگر تم اس کے خلاف اعتقاد رکھتے ہو گے تو یقیناً تم دوزخ
میں جاؤ گے۔ ابن الدیلمی کہتے ہیں کہ اُبی بن کعب سے پوچھنے کے بعد
میں عبد اللہ بن مسعود کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے بھی مجھ
سے یہی فرمایا۔ اس کے بعد میں حدیث کی خدمت میں ہوا تو انھوں نے
بھی مجھ سے یہی فرمایا پھر میں زید بن ثابت کی خدمت میں حاضر ہوا
تو انھوں نے یہی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے

طور پر مجھ سے بیان فرمائی۔ (مسند احمد ابوداؤد ابن ماجہ)

(تشریح) تقدیر کے تعلق ایک عام و سوسہ جس کو شیطان کبھی کبھی
بعض ایمان والوں کے قلوب میں بھی ڈالتا ہے۔ یہی ہے کہ جب
سب کچھ اللہ ہی کی تقدیر سے ہو رہا ہے تو پھر دنیا میں کوئی نیچھے
حال میں اور کوئی بُرے حال میں کیوں ہے۔ اور آخرت میں کیوں
کبھی کو جنت میں اور کبھی کو دوزخ میں ڈالا جائے گا!۔ اگر کسی
صاحب ایمان کے دل میں کبھی یہ دوسوہ آئے تو اس کے دفع کرنے
کی آسان اور نصرت دہریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سارے عالم کا خالق و
خالک ہونے کی حیثیت سے تمام بندوں اور ساری مخلوقات پر جو

۱) عَنْ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ أَتَيْتُ أَبِي بَنَ كَعْبٍ
فَقُلْتُ لَهُ كَذَلِكَ وَتَمَّ فِي قَلْبِي شَيْئٌ مِنَ الْقَدْرِ فَعَدَّ أَبِي
لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَذْهَبَ مِنْ قَلْبِي، فَقَالَ لَوْ أَنَّ
اللَّهَ عَذَّبَ أَهْلَ مَكَلُوَاتِهِمْ وَأَهْلَ أَشْرَفِهِمْ
عَذَابًا بَعْدَ وَهُوَ خَيْرٌ مِمَّا لَمْ يَكُنْ لَوْ رَحِمَهُمْ كَأَنَّ
رَحْمَتَهُ خَيْرٌ لَعَسَ مِنْ أَعْمَالِهِمْ وَلَوْ أَهْمَتِ
مِثْلَ أُحَدِّدُ هَبَّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا قَبِلَهُ اللَّهُ مِنْكَ
خَيْرٌ لَوْ مِثْلَ بِالْقَدْرِ وَتَعَلَّمُ أَنْ مَا أَصَابَكَ لَمْ
يَكُنْ لِيُحِطَّ بِكَ وَأَنْ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ
وَلَوْ مِثْلَ غَلَا غَيْرَ هَذَا لَدَّ حَلَّتِ النَّارُ وَالْأَلْ دَمَّرَ
أَتَيْتُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ
أَتَيْتُ حَدِيثَ بَنِ الْجَمَّانِ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ
أَتَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَحَدَّثَنِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ۔ (ردہ احمد ابوداؤد ابن ماجہ)

(ترجمہ) ابن الدیلمی سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں دشہور
معاوی رسول، اُبی بن کعب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض
کیا کہ تقدیر کے تعلق میرے دل میں کچھ غلطیاں سا پیدا ہو گیا جو۔ لہذا
آپ اس کے تعلق کچھ بیان فرمائیں۔ شاید اللہ تعالیٰ اس ایمان
کو میرے دل سے دور کرے (اور مجھے اس سلسلہ میں اطمینان نصیب
ہو جائے) انھوں نے فرمایا سنو! اگر اللہ تعالیٰ اپنے زمین و آسمان
کی ساری مخلوق کو عذاب میں ڈال دے تو وہ (اپنے اس علاجِ ظالم
نہ ہوگا۔ اور اگر وہ ان سب کو اپنی رحمت سے لوانے تو اس کی
یہ رحمت اُن کے اعمال سے بہتر ہوگی۔) یعنی اُن پر یہ اُس کا عوض

کال اختیار حال ہے اس کی یاد تازہ کرنی چاہئے۔ اور سوچا جائے کہ ایسا شریک مالک الملک اور عدم محض سے چود میں لائے والا خالق و صانع اپنی جس مخلوق کے ساتھ جو معاملہ بھی کرے بلاشبہ وہ اس کا حق دار ہے وہ سب کو عذاب میں مبتلا کرے تو کسی قائلو سے اس کو ظالم نہیں کہا جاسکتا۔ اور اگر سب کو رحمت سے نوازے تو یہ رحمت اس کی محض بخشش ہی ہوگی۔ کیونکہ جو نیکو کار لوگ نیک اعمال کرتے ہیں ان کی توفیق بخیرے والا اور اعمال کرانے والا بھی تو وہی ہے۔

بہر حال مخلوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی اس خاص حیثیت کو اگر اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے تو مومن کے دل سے تو یہ شبہ بالکل جاتے ہے گا اور اس کو اطمینان ہو جاتے گا۔

ابن الدیلمی محمد اللہ جو کچھ سچے مومن تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس شان پر ایمان و اعتقاد رکھتے تھے۔ اس لئے ان صحابہ کرام نے اسی کی یاد دہانی کے ذریعہ ان کے دوسرے کا علاج کیا اور انھیں یہ بھی خبر دیا کہ تقدیر پر ایمان و اعتقاد اتنا ضروری ہے کہ اگر کوئی شخص اس عقیدے کے بغیر رہا کرے برا برسوا بھی راہ خدا میں خرچ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول نہیں۔ اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہوگا۔

بہر حال یہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ اس طریقہ سے صرف اہل ایمان ہی کے اس قسم کے دوسروں کا علاج کیا جاسکتا ہے۔ دوسرے لوگوں کی طرف سے تقدیر کے متعلق جو شبہات کئے جاتے ہیں تو جواب کا طریقہ دوسرا ہے۔ اس کے معلوم کرنے کے لئے علم کلام کی کتابوں کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اور کچھ مختصر اشارات نشانہ اللہ آئندہ صفحات میں پیش کئے جائیں گے۔

(۲) عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَسَأَأَيْتَ رُفِي لَسْتُمْ قِيَمًا وَذَقَلْ غَسْتَا اِدْوِي بِيهِ وَقَعَا وَنَقَعِيهَا مَهْلُ نَسْرُ دَمِنَ قَدْرًا بِرِ اللَّهِ شَيْئًا وَقَالَ رَفِي مِنْ قَدْرًا لِلَّهِ

(ترجمہ) ابو حنیفہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا ارشاد ہے اس بارہ میں کہ جھاڑ پھونک کے وہ طریقے جن کو ہم لوگ

درد میں استعمال کرتے ہیں یا دوائیں جن سے ہم اپنا علاج کرتے ہیں یا مسیتوں اور تکلیفوں سے بچنے کی وہ تدبیریں جن کو ہم اپنے بچاؤ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ کیا یہ چیزیں اللہ کی قضاء و قدر کو لوٹا دیتی ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔ یہ سب چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہی ہیں۔ (مسند احمد ترمذی ابن ماجہ) (تفسیر بیچ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم جن مقاصد کے حاصل کرنے کے لئے جو تدبیریں اور گوشیش کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں جن اسباب کا استعمال کرتے ہیں، وہ سب بھی اللہ کی قضاء و قدر کے ماتحت ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی یہ مقدر اور مقرر ہوتا ہے کہ فلاں شخص پر فلاں بیماری آئے گی۔ اور فلاں قسم کے جھاڑ پھونک یا فلاں دوا کے استعمال سے وہ اچھا ہو جائے گا۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نہایت مختصر لفظی جواب سے مسئلہ تقدیر کے متعلق بہت سے شبہات اور سوالات کا جواب ہو جاتا ہے۔

(۳) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَحَدٍ رَأَى الرَّبَّ وَدَنَا مِنْهُ مَقْعَدًا مِنْ النَّارِ وَهُوَ مَقْعَدٌ مِنَ النَّارِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَإِنْ كَانَتْ مَقْعَدًا مَخْلُوعًا كَمَا تَقُولُ؟ قَالَ رَأَيْتُمْ مَنْ كَانَتْ مَقْعَدًا مِنْ النَّارِ وَمِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَسُرُّ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيَسُرُّ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَتْ مَقْعَدًا مِنَ النَّارِ وَمِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَسُرُّ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَتْ مَقْعَدًا مِنَ النَّارِ وَمِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيَسُرُّ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ

(ترجمہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے ہر ایک کا ٹھکانہ دوزخ کا اور جنت کا لکھا جا چکا ہے مطلب یہ ہے کہ جو شخص دوزخ میں یا جنت میں جہاں بھی جائے گا۔ اس کی وہ جگہ پہلے سے مقدر اور مقرر ہو چکی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ تو کیا ہم اپنے اس نوشتہ تقدیر پر غبر و سہرے کے نہ ٹھہر جائیں۔ اور سعی و عمل نہ چھوڑ دیں مطلب یہ ہے کہ جب سب کچھ پہلے ہی سے طے شدہ اور لکھا ہوا ہے تو پھر

وہاں سے لکھا گیا

ہم سعی و عمل کی دوسری کیوں مول ہیں۔

آپ نے فرمایا۔ نہیں! عمل کئے جاؤ۔ کیونکہ ہر ایک کی سعی کی توفیق ملتی ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے۔ میں جو کوئی نیکیتوں میں سے ہے تو اس کو سعادت اور نیک نیتی کے کاموں کی توفیق ملتی ہے اور جو کوئی بد نیتوں میں سے ہے اس کو شقاوت اور بد نیتی والے اعمالی بدی کی توفیق ملتی ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

ذَاتَا مَنْ أَعْطَى وَاللَّهِ جَسَدًا مِّنْ بَشَرٍ مِّثْلِي
لَيْسَ عَلَيَّ فِيهِ حِسَابٌ
بَلْ مَنْ عَمِلَ غَيْرَ عَمَلِي
فَعَلَىٰ نَفْسِهِ حِسَابٌ
وہم صلاتی و انما امرت ان اعلموا و انما احسبوا
وہم صلاتی و انما امرت ان اعلموا و انما احسبوا
وہم صلاتی و انما امرت ان اعلموا و انما احسبوا
وہم صلاتی و انما امرت ان اعلموا و انما احسبوا

دشمنیچ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ ہر شخص کے لئے اس کا آخری ٹھکانہ دوزخ یا جنت میں پہلے سے مقرر ہو چکا ہے۔ لیکن اچھے یا بُرے اعمال سے وہاں تک پہنچنے کا راستہ بھی پہلے سے مقرر ہے۔ اور تقدیر اپنی ہی میں یہ بھی ملے ہو چکا ہے کہ جنت میں جائے گا۔ وہ اپنے فلاں فلاں اعمال خیر کے باعث سے جائے گا۔ اور جو جہنم میں جائے گا وہ اپنی فلاں فلاں بد اعمالیوں کی وجہ سے جائے گا۔ ایسے جہنمیوں کے لئے اعمال خیر اور دوزخیوں کے لئے اعمال بد بھی مقرر ہوئے ہیں۔ اور اس لئے ناگزیر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جواب کا حاصل بھی قریب قریب وہی ہے۔ جو اوپر والی حدیث میں آپ کے جواب کا تھا۔ ابھی عنقریب اس مضمون کی کچھ اور وضاحت اور تفصیل بھی کی جائے گی۔

(۴) عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَيْءٍ لَيْسَ عَلَيَّ حِسَابٌ إِلَّا الْكَيْسُ (رواہم)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر چیز تقدیر سے ہے۔ یہاں تک کہ آدمی کا ناکارہ اور ناقابل ہونا۔ اور قابل و پوشیدہ ہونا بھی تقدیر ہی سے ہے۔ (تشریح) مطلب یہ ہے کہ آدمی کی صفات قابلیت و ناقابلیت، صلاحیت و عدم صلاحیت اور عقلمندی و بے وقوفی وغیرہ بھی اللہ کی تقدیر ہی سے ہیں۔

العرض اس دنیا میں جو کوئی جیسا اور جس حالت میں ہے وہ اللہ کی قضاء و قدر کے ماتحت ہے۔

(۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرْنَا نَحْنُ عُرْفَى الْفَسْدِ مِمَّا نَحْنُ فِيهِ الْخَمْرُ وَرَبْعُهُ حَتَّى سَكَتَا فَعَفَى فِي وَجْهِهِ حَتَّى ارْتَمَى فَنَقَلَ أَمْرًا وَنَحْنُ أَمْرٌ بَعْدَ أَمْرٍ سَلَّمْتُ إِلَيْهِمْ أَمَّا هَذَلِكَ مَنْ كَانَ فَبَلَّغْتُمْ حِينَئِذٍ عُرْفَى فِي هَذَا الْأَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَأْذُوا عُرْفَى

(ترجمہ)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ تم لوگ مسجد نبوی میں بیٹھے، قضا و قدر کے مسئلہ میں بحث ہوا تب اللہ نے فرمایا کہ اسی حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے (اور ہم کو یہ بحث کہتے دیکھا، تو آپ بہت برا فوجہ اور غضب ناک ہوتے یہاں تک کہ چہرہ مبارک شرمناک ہو گیا اور اس قدر شرح ہوا کہ معلوم ہوتا تھا آپ کے رخساروں پر انار پھوڑا گیا ہے۔

پھر آپ نے ہم سے فرمایا۔ کیا تم کو یہ حکم کیا گیا ہے کیا میں تمہارے لئے یہی پیام لایا ہوں کہ تم جہاد و قہر کے بیسے ایم اور نازک مسئلوں میں بحث کرو، خبردار! تم سے پہلی امتیں اسی وقت ہلاک ہوئیں جب کہ انھوں نے اس مسئلہ میں حجت و بحث کو اپنا طریقہ بنالیا۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں، میں تم پر لازم کرتا ہوں کہ اس مسئلہ میں ہرگز حجت اور بحث نہ کیا کرو۔ (ترمذی)

(تشریح) قضا و قدر کا مسئلہ بلاشبہ مشکل اور نازک مسئلہ ہے۔ لہذا مومن کو چاہئے کہ اگر یہ مسئلہ اس کی سمجھ میں نہ آئے تو بحث اور جہاد نہ کری بلکہ اپنے دل و دماغ کو اس پر مطمئن کر لے کہ اللہ کے صادق و صدقہ و حق رسول نے اس مسئلہ کو اسی طرح بیان فرمایا ہے۔ لہذا ہم اس پر ایمان لائے۔ تقدیر کا مسئلہ تو اللہ تعالیٰ کی صفات سے متعلق رکھتا ہے

اس لئے اس کو نازک اور مشکل ہونا ہی چاہئے۔ ہمارا حال تو بس ہے کہ اسی دنیا کے بہت سے معاملات اور بہت سے رازوں کو ہم میں سے بہت سے نہیں سمجھ سکتے۔ پس جب اللہ کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک حقیقت بیان فرمادی جس کا پوری طرح کچھ لینا سب کے لئے آسان نہیں ہے، تو جن لوگوں کی سمجھ میں نہ آئے ان کے لئے بھی ایمان لانے کے بعد صحیح طریق کار یہی ہے کہ وہ اس کے بارے میں کوئی بحث اور کٹ چٹائی نہ کریں۔ بلکہ اپنی عقل اور اپنے ذہن کی نارسائی کا اعتراف کرتے ہوئے اس پر ایمان لائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت عقد اور جلال کی وجہ غالباً یہ تھی کہ یہ حضرات آپ کی تعلیم و تربیت میں تھے۔ اور آپ سے براہ راست دین حاصل کر رہے تھے۔ ان کو جیسا کہ اپنے اس غلطی میں جتلا دیکھا تو قلبی تسکین دیکھنے والے معلم و مربی کی طرح آپ کو سخت غصہ آیا۔

یاد ہے میں کسی اہل سنے سوال کرے تو اس کی ممانعت نہیں ہے۔ اس سے پہلی دو حدیثوں میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کرام کے سوال کے جواب ہی میں اس مسئلہ کے بعض پہلوؤں کو خود سمجھایا ہے۔

(۴) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اللَّهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ التُّرَابَ مَا تَابَى لِرُؤْسٍ مِنْ خَمْسِينَ أَلْفَ مِائَةِ قَالَ وَسَخَّانَ عَرَشُهُ عَلَى الْمَاءِ (رداء مسلم)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار برس پہلے تمام مخلوقات کی تقدیر میں لکھ دی ہیں اور نہ پایا کہ اس کا عرش پانی پر تھا۔ (مسلم)

سنت رسول

یہ ایک شامی عالم کی معرکہ الامار الصنیف ہے۔ جس میں حدیث کی تاریخ پر محققانہ روشنی ڈالنے کا علاوہ صحابہ اور تابعین وغیرہ کے طرز عمل اور دیگر متعلقہ پہلوؤں پر بھی حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ تمام دلائل قرآن و حدیث کے حوالوں سے دلنیز انداز میں پیش کر کے قیمت دہرے پچاڑتے۔

مکتبہ تجلی دیوبند (دیوبند)

دقت سہیحہ) اس حدیث میں چند چیزیں غور طلب ہیں۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کے تقدیر لکھنے سے کیا مراد ہے؟ ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہ تو ہے کہ جس طرح ہم انسان ہاتھ میں قلم لیکے کا قند پر یا تختی پر کچھ لکھتے ہیں ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے لکھا ہو۔ ایسا خیال کرنا اللہ تعالیٰ کی شان اقدس سے ناواقفی ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ کے افعال صفات کی حقیقت اور کیفیت کے اور اک سے ہم قاصر ہیں مادہ چونکہ اس کے لئے الگ کوئی زبان اور لغت نہیں ہے۔ اس لئے ہم مجبوراً انہیں الفاظ سے اس کے افعال و صفات کی تعبیر کرتے ہیں جو دراصل ہائے افعال و صفات کے لئے وضع کیے گئے ہیں ورنہ اس کے اور ہائے افعال و صفات کی حقیقت اور کیفیت میں اتنا ہی فرق ہے۔ جیسا کہ اس کی عالی ذات اور ہر ساری ذاتوں میں ہے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ اس حدیث میں جس

اس موقع آپ نے جو یہ ارشاد فرمایا کہ "تم سے پہلی امتیں اسی وقت ہلاک ہوئیں جب کہ انھوں نے اس مسئلہ میں حجت و بحث کا طریقہ اختیار کیا۔ تو یہاں امتوں کے ہلاک ہونے سے مراد غالباً ان کی گمراہی ہے۔ قرآن و حدیث میں ہلاکت کا لفظ گمراہی کے لئے بکثرت استعمال ہوا ہے اس بنا پر آپ نے اس ارشاد کا مطلب یہ ہو گا کہ اگلی امتوں میں عقائدی گمراہیاں اس وقت آئیں جب کہ انھوں نے اس مسئلہ کو حجت و بحث کا موضوع بنایا۔

تاریخ شاہد ہے کہ امت جہ پڑیں بھی عقائدی گمراہیوں کا سلسلہ اسی مسئلہ سے شروع ہوا ہے۔ یہ واضح ہے کہ اس حدیث میں ممانعت حجت اور نزاع سے فرمائی گئی ہے۔ پس اگر کوئی شخص تقدیر کے مسئلہ پر ایک ہوس کی طرح فطری ایمان رکھتے ہوئے صرف اطمینان قلبی کے لئے اس مسئلہ کے

آجاتا ہے۔ اور دوزخوں کے عمل کرنے لگتا ہے۔ اور انجام کا دوزخ میں چلا جاتا ہے۔ اور اسی طرح کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تم میں سے کوئی دوزخوں کے عمل کرنے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ اُس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ پھر نوشتہ تقدیر آگے آجاتا ہے۔ اور وہ جہنموں کے عمل کرنے لگتا ہے اور جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ (بخاری مسلم)

(تشریح) اس حدیث میں دو مضمون بیان فرمائے گئے ہیں۔ شروع میں تو تخلیق انسانی کے اُن چند حلوں کا ذکر ہے جن سے انسان نفع و روح تک رجمِ مادر میں گذرتا ہے اور غالباً ان مرحلوں کا ذکر ان مضمون کی تمہید کے طور پر فرمایا گیا ہے) اُس کے بعد رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اُس نوشتہ کا ذکر فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا فرشتہ نفع روح کے وقت ہر پیدا ہونے والے انسان کے متعلق لکھتا ہے۔ جس میں اُس کے اعمال اُس کی مدتِ حیات اور وقتِ موت اور روزی اور نیک بختی یا بد بختی کی تفصیل ہوتی ہے۔ حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص منشاء اسی نوشتہ کے متعلق یہ بیان فرمایا ہے کہ یہ ایسا قطعی اور اٹل ہوتا ہے کہ ایک شخص جو اس نوشتہ میں دوزخوں میں لکھا ہوتا ہے۔ بسا اوقات وہ ایک مدت تک جہنموں کی سی پاکبازانہ زندگی گزارتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ جنت سے بہت ہی قریب ہوتا جاتا ہے۔ لیکن پھر ایک دم اُس کے رویے میں تبدیلی ہوتی ہے۔ اور وہ دوزخ میں لے جانے والے بڑے اعمال کرنے لگتا ہے اور اسی حال میں مر کر بالآخر دوزخ میں چلا جاتا ہے۔ اور اس کے برعکس ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی جو فرشتہ کے نوشتہ میں اہل جنت میں لکھا ہوتا ہے۔ وہ ایک عرصہ تک دوزخوں کی سی زندگی گزارتا رہتا ہے۔ اور دوزخ کے آس پاس رہتا ہے۔ اور دوزخ کے درمیان گویا ایک ہاتھ سے زیادہ فاصلہ نہیں رہتا۔ لیکن پھر ایک دم وہ سنبھل جاتا ہے۔ اور اہل جنت کے اعمال میں کرنے لگتا ہے۔ اور اسی حال میں مر کر جنت میں چلا جاتا ہے۔

اس حدیث کا فاسد مضمون یہ ہے کہ کسی کو بد اعمالیوں میں مبتلا دیکھ کر اُس کے قطعی دوزخی ہونے کا حکم نہ لگنا چاہئے۔ کیا معلوم زندگی کے باقی حصے میں اُس کا نرخ اور رویہ کیا ہونے

والا ہے۔۔۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آج اعمالِ خیر کی توفیق کسی کو مل رہی ہے تو اس پر اس کو مطمئن نہ ہو جانا چاہئے بلکہ برا بھروسہ خاتمہ گمے لئے فکر مند رہنا چاہئے۔

(۸) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَجْدُو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ قَلْبَ بَنِي آدَمَ كَقَلْبِ بَيْعِنَ إِهْبَعَيْنِ مِنْ أَهْوَائِ الرَّحْمَنِ كَقَلْبِ وَاجِبٍ يُصَوِّفُ كَيْفَ يَشَاءُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْقَلْبَ مُصَوِّفٌ قَلْبُ بَنِي آدَمَ كَقَلْبِ صَوْتِ قَلْبِ بَنِي آدَمَ طَاعَتِكَ۔ (ردوالم)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔۔۔ بنی آدم کے تمام قلوب اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ ایک دل کی طرح، وہ جس طرح (اور جس طرف) چاہتا ہے اس کو پھیر دیتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔۔۔ لے دوں کے پھیرنے والے، ہائے دل اپنی اطاعت و بندگی کی طرف پھرتے۔

(تشریح) ابھی اوپر متبلا یا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال و صفات کو سمجھنے کے لئے جو ناک انگ کوئی زبان نہیں ہے۔ اس نے مجبوراً اُس کے لئے بھی ان ہی الفاظ و محاورات کا استعمال کیا جاتا ہے جو دراصل انسانی افعال و صفات کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔ چنانچہ اس حدیث میں جو کہا گیا ہے کہ بنی آدم کو قلوب اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ تو اس کا مطلب صرف یہی ہے کہ انسانوں کے دل اللہ تعالیٰ کے اختیار اور اُس کو قبضہ تصرف میں ہیں، وہی جدھر چاہتا ہے انھیں پھیر دیتا ہے۔ اور حدیث کی تعبیر بالکل ایسی ہے جیسے کہ ہائے محلکے میں کہا جاتا ہے کہ انسانوں کو بالکل میری مرضی میں ہے۔ مطلب یہی ہوتا ہے کہ وہ بالکل میرے اختیار میں ہے۔۔۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہائے دلوں کو بھی اللہ ہی جدھر چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔

مندرجہ بالا حدیثوں سے تقدیر کے متعلق چند باتیں معلوم ہوئیں:۔۔۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار برس پہلے تمام مخلوقات کی تقدیریں مقدر فرمادیں۔ اور جو کچھ ہوتا ہے

گو یا وہ سب انھیں لکھایا۔

(۲) انسان جب رحم اور میں ہوتا ہے اور اس پر نہیں چلے گذر جاتے ہیں اور نوحی روح کا وقت آتا ہے تو اللہ کا مقرر کیا ہوا فرشتہ اس کے متعلق چار باتیں لکھتا ہے۔ اس کی مدت عمر، اس کا اعمال، اس کا ارتقاء اور اس کا نیک بخت یا بد بخت ہونا۔

(۳) ہلکے دلوں کو بھی اللہ تعالیٰ ہی جہدہر جانتا ہے پھر دیتا ہے۔ دراصل تقدیر آپ ہی کے مختلف شعبے اور مختلف مظاہر ہیں۔

اور حقیقی ازلہ تقدیر ان سب سے سابق حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تقادیر آپ ہی کے ان مختلف مدارج اور مظاہر کو بہت سمجھانے کے بیان فرمایا ہے۔ ذہن میں ہم ان کے کلام کا خلاصہ درج کرتے ہیں۔

تقدیر کے مختلف مدارج :-

(۱) ازل میں جب کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ زمین و آسمان، ہوا پانی، عرش و کرسی میں سے کوئی چیز بھی پیدا نہ کی تھی تھی دکان اللہ و کلمہ کون مَعَا شَمْعُی، تو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کو بعد میں پیدا ہونے والی اس ساری کائنات کا پورا پورا علم تھا۔

پس اس دور ازل ہی میں اس نے ارادہ اور فیصلہ کیا کہ اس میں اور ترتیب کے مطابق جو میرے علم میں ہے۔ میں عالم کو پیدا کروں گا۔ اور اس میں یہ یہ واقعات پیش آئیں گے۔

الغرض آئندہ وجود میں آنے والے عالم کے متعلق جو تفصیل و ترتیب اس کے ازلہ علم میں تھی۔ اس نے ازل ہی میں طو فرمایا۔

کہ میں اس سب کو وجود میں لاؤں گا۔ پس یہ طے فرمایا ہی تقدیر کا پہلا مرتبہ اور پہلا ٹھہر ہے۔

(۲) پھر ایک وقت آیا۔ جب کہ پانی اور عرش پیدا کئے جانے لگے۔ مگر زمین و آسمان پیدا نہ ہوئے تھے بلکہ حدیث نبویہ کی تصریح کے مطابق زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار برس پہلے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی تقدیریں پہلی ازلہ تقدیر کے مطابق لکھیں جس کی حقیقت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی نزدیک ہے کہ عرش کی توثیح خالیہ میں تمام نفوس کی تفصیلی تقدیر منکس کر دی۔ اور اس طرح عرش اس تقدیر کا حامل ہو گیا، یہ تقدیر کا دوسرا

ٹھہر ہے۔

(۳) پھر انسان کی تخلیق جب رحم ماد میں شروع ہوئی ہے اور میں چلے گذر جانے پر جب اس میں شرح ڈالنے کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا فرشتہ اللہ تعالیٰ ہی سے علم حاصل کر کے اس کے متعلق ایک تقدیری نوشتہ مرتب کرتا ہے۔ جس میں اس کی مدت حیات، اعمال، ارتقاء اور عقائد، یا سعادت کی تفصیل ہوتی ہے۔ یہ نوشتہ تقدیر کا تیسرا درجہ اور تیسرا ٹھہر ہے۔

(۴) پھر انسان جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی کے علم سے وہ اس کو کرتا ہے جیسا کہ حدیث نبویہ میں فرمایا کہ انسانوں کے سب دل اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں وہ جہدہر جانتا ہے انھیں پھر تا ہے۔ پس یہ تقدیر کا چوتھا درجہ اور چوتھا ٹھہر ہے۔

اگر اس تفصیل کو ملحوظ رکھا جائے تو تقدیر کے سلسلہ کی مختلف احادیث کے مطابق بحال کے کچھ میں اشارہ اللہ مشکل پیش آئیگی

مسئلہ تقدیر سے متعلق بعض شہادت کا ازالہ لوگوں کو بہت سے

کم فہمی یا نا فہمی سے متعلق جو شہادت ہوتے ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً ان کے متعلق بھی کچھ عرض کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل تین اشکال شہور ہیں۔

اولیٰ یہ کہ دنیا میں اچھا بُرا جو کچھ ہوتا ہے، اگر یہ سب اللہ ہی کی تقدیر سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی نے اس کو مقرر کیا ہے تو پھر اچھائیوں کے ساتھ تمام بُرائیوں کی ذمہ داری بھی دعا اللہ تعالیٰ پر آئے گی۔

دوسرے یہ کہ جب سب کچھ پہلے سے سن جانا اللہ مقدر ہو چکا ہے۔ اور اس کی تقدیر ازل سے تو بندے اسی کے مطابق کرنی پر مجبور ہیں۔ لہذا انھیں کوئی جزا سزا نہ ملنی چاہئے۔

تیسرا شہادہ یہ کیا جاتا ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے۔ جب وہ سب پہلے سے مقدر ہی ہو چکا ہے اور اس کے خلاف کچھ ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ تو پھر کسی مقصد کے لئے کچھ کرنے دھرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ لہذا دنیا یا آخرت کے کسی کام کے لئے محنت اور کوشش فضول ہے۔

اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہے۔

ایسے ہی جن مقاصد کے لئے ہم جو کوششیں اور جو تدبیریں اس دنیا میں کرتے ہیں تقدیر میں بھی پہلے ان مقاصد کو ان ہی تدبیروں اور کوششوں سے وابستہ کیا گیا ہے۔

الغرض تقدیر میں صرف یہ نہیں ہے کہ فلاں شخص کو فلاں چیز حاصل ہو جائے گی۔ بلکہ جس کوشش اور جس تدبیر سے وہ چیز اس دنیا میں حاصل ہونے والی ہوتی ہے تقدیر میں بھی وہی تدبیر سے بندھی ہوئی ہے۔

پھر حال جیسا کہ عرض کیا گیا تقدیر میں اسباب و مقدمات کا پورا سلسلہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح کہ اس دنیا میں ہے۔

میں یہ خیال کرنا کہ تقدیر میں جو کچھ ہے وہ آپ سے آپ مل جائے گا اور اس بنا پر اس عالم اسباب کی کوششوں اور تدبیروں سے دست بردار ہونا دراصل تقدیر کی حقیقت سے ناواقف ہے۔

حدیث نمبر ۶۵۶۶ میں بعض صحابہ کے سوالات کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کا حال بھی یہی ہے۔

الغرض اگر تقدیر کی پوری حقیقت سامنے رکھ لی جائے تو اللہ تعالیٰ اس قسم کا کوئی شبہ بھی پیدا نہ ہوگا۔

وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝

اساس عربی

بلا استاد کے عربی کھلنے والی جدید الطبع کتاب جسے اصح المطابع کہاجی نے حسن انتہام سے شائع کیا ہے۔ عربی صرفت نحو کی دل نشیں اور عام فہم تعلیم۔ کم قیمت میں زیادہ فائدہ پہنچانے والی۔ صرفی و نحوی اصطلاحات کے انگریزی مترادفات بھی عمدہ ثابہ میں دیئے گئے ہیں۔ کتاب کی بڑھی ہوئی افادیت کی بیش نظری مکتبہ تجلی نے اسے برائے فروخت حاصل کیا ہے۔

قیمت پانچ روپے (مجلد چھ روپے)

مکتبہ تجلی دیوبند ضلع سہارنپور (دیوبند)

لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ نہیں شبہ تقدیر کے غلط اور ناقص تصور سے پیدا ہوتے ہیں۔

عرض کیا جا چکا ہے کہ اللہ کی تقدیر اس کے علم ازلی کے مطابق ہے۔ اور اس کا رخاۃ عالم میں جو کچھ جس طرح اور جس صفت کے ساتھ اور جس سلسلہ سے ہو رہا ہے وہ بالکل اسی طرح اور اسی صفت اور اسی سلسلہ کے ساتھ اس کے علم ازلی میں تھا۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدر فرمایا ہے۔

اور ہم میں سے جو شخص بھی اپنے اعمال و افعال پر غور کرے گا وہ بغیر کسی شک و شبہ کے اس حقیقت کو محسوس کرے گا کہ اس دنیا میں ہم جو بھی اپنے یا اپنے عمل کرتے ہیں وہ اپنے ارادے اور اختیار سے کرتے ہیں۔ ہر کام کرنے کے وقت اگر ہم غور کریں تو یہی اوقیہ یعنی طور پر محسوس ہوگا کہ ہم کو یہ قدرت حاصل ہے کہ چاہیں تو اس کو کریں۔ اور چاہیں تو نہ کریں۔ پھر اس قدرت کے باوجود ہم اپنے خداداد ارادے اور اختیار سے کرتے یا نہ کرتے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ اور اسی فیصلے کے مطابق ہمارا عمل ہوتا ہے۔

پس اس عالم میں جس طرح ہم اپنے ارادے اور اختیار سے اپنے تمام کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو انزل میں اسی طرح ان کا علم تھا۔ اور پھر اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو مقدر فرمایا۔

پھر حال اللہ تعالیٰ نے صرف ہمارے اعمال ہی کو مقدر نہیں فرمایا ہے۔ بلکہ جس ارادہ و اختیار سے ہم عمل کرتے ہیں وہ بھی تقدیر میں آچکا ہے۔ گویا تقدیر میں صرف یہی نہیں ہے کہ فلاں شخص فلاں اچھا یا بُرا کام کرے گا۔ بلکہ تقدیر میں یہ پوری بات ہی کہ فلاں شخص اپنے ارادے و اختیار سے ایسا کرے گا پھر اس سے یہ نتائج پیدا ہوں گے۔ پھر اس کو یہ جزایا سزا ملے گی۔

الغرض ہم کو اعمال میں جو ایک گونہ خود اختیار اور خود ارادیت حاصل ہے۔ جس کی بنا پر ہم کسی کام کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ وہ بھی تقدیر میں ہے۔ اور ہمارے اعمال کی ذمہ داری اسی پر ہے اور اسی کی بنا پر انسان تکلف ہے۔ اور اسی پر جزا و سزا کی بنیاد ہے پھر حال تقدیر نے اس خود اختیاری اور خود ارادیت کو انزل اور ختم نہیں کیا۔ بلکہ اس کو اور زیادہ ثابت و مستحکم کر دیا ہے۔ لہذا تقدیر کی وجہ سے نہ تو ہم مجبور ہیں اور نہ ہمارے اعمال کی ذمہ داری

دینی کتابیں

عربی جہانیں برابر ساتیں | اس کتاب میں ان جماعتوں کا حال ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف باسلام ہوئیں۔ اس کے مطالعہ سے یہ جانتے ہیں بہت مدد ملے گی کہ اسلام اس قدر صلہ کو کھڑا کر

شہر و شہر اور گاؤں و رگاؤں پھیلا۔ کتاب احادیث اور حدیث کتب تاریخ سے مرتب کی گئی ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے ۸۔

جشنِ ولادتِ رسول | یہ ایک مجموعہ مضامین ہے جس کی نوی ذیل حضرات کے مضامین شامل ہیں:- (۱) علامہ شبلی نعمانی (۲۵)

مولانا ابوالکلام آزاد (۳۰) مولانا ابوالاعلیٰ مودودی (۴۲) علامہ موسیٰ جاوید (۵۵) علامہ سید ابوالنظر ضوی (۶۷) جناب رگو تھی سہاد (۷۸) یہ مجموعہ اہل ایمان کے لیے غذائے روحانی اور اہل علم کے لیے مشعلِ نقیہ ہے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے ۱۴۔

اسلامی زندگی | اہل تو اسلامی احکامات و عقیم جملہات میں پڑھتے ہیں لیکن سب کا حاصل حصول جو کچھ ہے اس کو نہایت مختصر کرنا چاہیے اور دلکش انداز میں لکھا گیا ہے۔ اسلامی زندگی کے شائقین ضرور مطالعہ فرمائیں۔ قیمت صرف ۵۔

خواتین اسلام کی بہادری | میں گھڑات افسانے نہیں۔ بلکہ تاریخ کے صفحات پر ہمیشہ تازہ ہونے والے وہ سچے واقعات ہیں جن پر بہترین اور مستند تاریخی کتب کی ہر صفحہ پر بہت ایمان افزہ واقعات کے ساتھ تاریخی حوالے بھی ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت ۸۔

کتب الصلوٰۃ | امام الحدیث حضرت امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کا اردو ترجمہ جو نماز کو درست ترین طریقہ پر ادا کرنے کے لیے بہترین عملی ہدایت ہے، مترجم نے ترجمہ کے ساتھ حضرت امام کی حیات مبارکہ پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ اور فتنہ خلقِ قرآن و مسلمانین امام صاحبین کے عظیم تکالیف اٹھائیں انکا پورا حال وشرائیکہ طریقہ پر درج کیا ہے۔ مستند شیعہ دینی سے ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ قیمت مجلد چہر

اسبابِ نزالِ امت | دنیا ہے اسلام والا جواب بل نعم امیر شکیب ازسلاطین کی شہری آفاق تصنیف اردو اخبار

زین لٹریچر کی زبان حالی کا صرف ترسیل ہی نہیں اس علاج بھی جو موجودہ صدی کی یہ بہترین تصنیف اس لائق ہے کہ ہر چہ حال کا مسلمان ایک بار ضرور اس کا مطالعہ کرے۔ قیمت مجلد ۴۔

حکایات صحابہ | صحابی سردوں اور عورتوں عورتوں کے سبب آموزہ ایمان افزہ واقعات جن کے مطالعہ سے فوج تازہ اور سینہ کشادہ ہوتا ہے۔ تازہ ایڈیشن عمدہ کتابت و طباعت اور تصنیف کا تازہ جلد پر خوبصورت گود پوش۔ ہدیہ ۱۴۔

مباحثہ شاہچراپور | باخبر حضرات جانتے ہیں کہ مولانا محمد قاسم صاحب نے اور ہمیشہ تھمہ ہوتے۔ ان کے ایک اہم اور عجیب و غریب مناظرے کی دلچسپ تفصیل مباحثہ شاہچراپور میں ملاحظہ فرمائیے۔ دلائل اور انداز بحث پر آپ شش گوش ذکر جائیں تو ہمارا ذمہ قیمت صرف ۴۔

تعلیم الدین | از حضرت مولانا اشرف علی تھانوی:- بہت آسان اردو میں دین کے ضروری احکامات کی دہشتیں تشریحات شکر و بدعت کی تفصیل۔ اشرف کے نکات پر ملامت انگیز طبیعت، تصویریں، مساجح اور دیگر اہم مباحث خوبصورت ڈشکور مع جلد۔ قیمت ایک روپیہ بارہ آنے ۱۶۔

اصلاح الرسوم | از حضرت مولانا اشرف علی تھانوی:- بہت آسان اردو میں دین کے ضروری احکامات کی دہشتیں تشریحات شکر و بدعت کی تفصیل۔ اشرف کے نکات پر ملامت انگیز طبیعت، تصویریں، مساجح اور دیگر اہم مباحث خوبصورت ڈشکور مع جلد۔ قیمت ایک روپیہ بارہ آنے ۱۶۔

اور طریقہ ایسے راج ہو گئے ہیں کہ جو فی الحقیقت غیر اسلامی ہیں لیکن ہم نامی کے سبب ان کی برائی سے واقف نہیں۔ ایسے ہم درواج کی اصلاح کیلئے حضرت حکیم الامت کی تصنیف میں ملاحظہ فرمائیں۔ زبان عام فہم سلیس۔ آخر میں رسالہ صفائی معاملات، بھی شامل ہے۔ کتابت مجلد ہے۔ مع خوبصورت رنگین ڈشکور۔ ہدیہ ۱۴۔

بہشتی زیور کی قیمت میں زبردست رعایت

اب تک جو بہشتی زیور تفسیر مجلد پنڈر کا دیا جا رہا تھا۔ اب وہ بارہ کا دیا جائیگا، مجلد دو جلد نہیں پنڈر روپے، جو لوگ بغیر حاشیے اور بلا اضافات کا چاہیں انھیں اشرفی بہشتی زیور غیر مجلد ساڑھے سات اور مجلد نو روپے کا مل سکتا ہے۔۔ اس اعلان رعایت سے فوری فائل اٹھائیے۔

قرآن

بلا ترجمہ

شاندار عکسی، ہر صفحہ پر خوش تماہیل، حروف کھلے کھلے روشن۔ کاغذ سفید، آئینہ لکش رنگین۔ حرکات نہایت عمدگی سے دیئے ہوئے۔ صحت میں منظر، چھپائی میں اعلیٰ۔ جلد کریم، ہڈی نو روپے

قرآن

دو ترجمہ والا

بہت عمدے حروف کلاہت بڑا سا نر حکیم الامت مولانا اشرف علی اور شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے تراجم اور تفسیری حاشیے کا قرآن بہت عمدے سا نر میں جلی قلم سے سفید عمدہ کاغذ اور روشن لکھائی چھپائی کے ساتھ چھپ گیا ہے ہدیہ عمدہ کریم چھپتے ہیں روپے، جلد اعلیٰ پختہ آئینوں سے

قرآن

عمدے حروف والا

عمدی نگاہ والوں کے لئے یہ نمایاں حروف اور واضح حرکات والا قرآن کافی وقت اٹھا کر پاکستان سے منگایا گیا ہے یہ وہی ہے جس کا اعلان کچھ عرصہ پہلے جاری تھا، اور بعد میں ختم ہو گیا۔ باعث آرزوؤں کی تعمین نہ ہو سکی تھی۔

عمدہ عمدہ کریم زور روپے دیہی چیز اعلیٰ۔ فیروز لائی کا پرنسٹن گیارہ روپے کی ہے۔ آئینہ میں قیمت لکھ کر اپنی مطلوب قیمت کو واضح منسرا لیں۔

نمونہ
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

نعت حضور ﷺ۔ دجا انگیز لغتوں کا مجموعہ۔ قیمت ۱۲۔ اقبال کاشکوہ جو اب شکوہ بلکونے چھاپا ہوا قیمت ۱۲

مصباح اللغات

اردو عربی لغت کی ایک عظیم الشان کتاب۔ پچاس ہزار سے زائد عربی الفاظ کی اردو تشریح ہے۔ یہ عظیم الشان عربی اردو لغت اپنی خصوصیتوں کے لحاظ سے بے مثال ہے۔ جہاں تک عربی سے اردو میں لغات کے ترقی اور تشریح کا تعلق ہے۔ آج تک اس درجہ کی کوئی دستری وجود میں نہیں آئی۔ ساٹھ سال کی عمر میں ریزی اور کوششوں کے بعد ثری قطع کے ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل عظیم القدر لغت اصحاب ذوق کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

اللہ جبار عربی لغت کی عہدیدگیاں میں اس وقت سب سے زیادہ جامع اور دلنیز بھی جاتی ہے۔ مصباح اللغات میں صرف اس کتاب کا پورا اظہار کیا گیا ہے۔ بلکہ اس کی ترتیب میں عربی لغت کی بہت سی دوسری بلند پایہ اور عظیم کتابوں سے اخذ و استنباط کی تمام صلاحیتوں کو کام میں لاکر مدولی کی ہے۔ جیسے قانوس۔ قاج العروس۔ آفتاب الملو اور جمہرة اللغه۔ نہایہ ابن اثیر۔ مجمع المہار۔ مفردات امام راغب، کتاب الافعال، منہجی الارب، صواعق وغیرہ۔ مصباح اللغات علماء و طلباء عربی سے چڑھی رکھنے والے انگریزی دان اردو خواں مرتب کے لئے حد مفید ہے۔ چلند خوبصورت اور مضبوط گرد پوش۔ قیمت مولد روپے۔

الفاروق

مصنف: مولانا شبلی علیہ الرحمۃ۔ حضرت عمر فاروق کی سیرت حالات و درکاروں پر مشتمل کتاب اہل علم میں بھی مشہور و مقبول ہوئی وہ نتائج بیان نہیں حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے اس فاتح اعظم اور اہل جہل کی زندگی اور دور خلافت کی تفصیل الفاسق سے زیادہ اور کسی اردو کتاب میں نہیں ملتی۔ نہ صرف آپ کی سیرت اور اخلاق و فضائل کا بیان ہے۔ بلکہ آپ کے چلنے پھرنے کے عہد خلافت کے حیرت انگیز واقعات۔ آپ کی علمی قانونی اور تمدنی کارنامے اور جنگی معرکوں کی تفصیلی مشاغل کہ آپ میں بعض نقشے بھی شامل کتاب ہیں۔ اسلامی تاریخ کے سب سے زرخیز دور کی مختصر تاریخ جتنے کیلئے الفاروق اپنی قسم کی واحد تصنیف ہے۔ ناٹائزیشن جلد مع دستکورد۔ قیمت چھ روپے۔

قصص القرآن

ایک عظیم الشان مذہبی اور علمی ذخیرہ اردو زبان میں

حصہ اول: حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت موسیٰ و ہارون تک تمام پیغمبروں کے مکمل حالات و واقعات۔ قیمت چھ روپے۔
حصہ دوم: حضرت یوشع علیہ السلام سے لیکر حضرت یحییٰ علیہ السلام تک تمام پیغمبروں کی مکمل سوانح حیات اور دعوت حق کی محققانہ تشریح و تفسیر۔ قیمت تین روپے۔
حصہ سوم: اصحاب الکہف و الرقیم اصحاب القریۃ اصحاب السبأ اصحاب الہرم بیت المقدس اور یسود اصحاب الافور اصحاب الفیل اصحاب الجحۃ ذوالقرنین اور سید سکندری، سیا اور بل عم و غیرہ۔ قصص القرآن کی مکمل و محققانہ تفسیر قیمت پانچ روپے۔
حصہ چہارم: حضرت عیسیٰ اور حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلام کے مکمل حالات، قیمت چھ روپے۔ آٹھ آٹھ مکمل سید خیرہ جلد میں روپے آٹھ آٹھ ہر حصہ الگ الگ بھی طلب کیا جاسکتا ہے۔

ترجمان السنۃ

ارشادات نبوی کا جامع و مستند ذخیرہ اردو زبان میں

جلد اول: اردو میں آج تک عادت کے چند مختصر اور ناقص تراجم کے سوا کوئی اہم یا اہم کارنامہ انجام نہیں دیا گیا یہ پہلا موقع ہے کہ ترجمان السنۃ کے نام سے خدمت حدیث کا عظیم الشان سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ حدیث کی اصل عبارت مع اعراب و ساتھ میں عام فہم ترجمہ اور تشریحی نوٹ شروع میں ایک بیسوط مفردہ جو جس میں ارشادات نبوی کی اہلیت اور احادیث کی مراتب و مدارج پر بہترین بحث کے علاوہ تدوین حدیث کی تاریخ اور نظام رسالت و نبوت اور دیگر اہم ترین عقائد پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے۔ بعض مشہور ائمہ حدیث اور اکابرین امت کے حالات بھی شامل کئے گئے ہیں۔ ہر دس روپے (مجلد بارہ روپے)
جلد دوم: فضیلت شہداء و کرامت ترجمان السنۃ کو مجبوراً مختلف جلدوں میں تقسیم کر دیا گیا چنانچہ جلد ثانی کتاب الایمان و الایمان کے تمام اہم ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد کی مسابغوں میں اس میں موجود ہیں۔ ہدیہ نور پے (مجلد گیارہ روپے) مکمل ہر دو حصہ خیر علیہ انیس روپے۔ (مجلد تیس روپے)

مکتبہ تجلی دیوبند۔ ضلع سہارنپور (دیوبند)

شاہنامہ اسلام و دنیا، از حضرت امام عثمانی۔ قیمت جلد پانچ روپے۔

تاج کمپنی لاہور کے کچھ نادر کتبے

قرآن مترجم ۱۰۰
ترجمہ شاہ عبدالقادر۔ حاشیہ تفسیر موضح القرآن۔ سائزہ چوڑائی ساٹھ انچ

لمبائی باشت کچھ کم۔ صفحات ۱۱۲۔ آغاز میں رموز اوقات سورتوں کی فہرست۔ کاغذ آرٹ۔ ٹائٹل پیرنگ۔ تمام چھپائی دورنگی پر صدف پر حسین تیل۔ جلد سالم کرکچ خوشنما جبرہری دانی تیز ہدیہ چودہ روپے۔

قرآن مترجم ۱۰۱
ترجمہ تفسیر سائزہ ۸ انچ لمبا چھ انچ چوڑا۔ صفحات ۹۸۲۔ چھپائی دورنگی

عبدالچری۔ ہدیہ آٹھ روپے۔

قرآن مترجم ۱۰۲
ترجمہ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی حاشیہ تفسیر موضح القرآن۔ سائزہ ۸ انچ

لمبا پانچ انچ چوڑا۔ جلد کرکچ۔ تمام چھپائی دورنگی۔ صرف بہت ہی صاف اور اعراب واضح خاص خاص تیز ہے۔ ہدیہ ساڑھے آٹھ روپے

قرآن بلا ترجمہ ۱۰۳
تمام کی تمام سورتوں کی چھپائی بہتر بہت ہی نفیس تیل۔ کاغذ عمدہ۔ حروف روشن۔ جلد نفیسی۔ سائزہ نو انچ لمبا ساٹھ انچ چوڑا۔ ہدیہ پندرہ روپے۔

قرآن بلا ترجمہ ۱۰۴
سائزہ چھوٹا۔ لمبائی ساٹھ انچ چوڑائی پانچ انچ۔ تمام چھپائی دورنگی جلد کرکچ

ہدیہ ساڑھے چار روپے للہ۔

حمائل بلا ترجمہ ۱۰۵
بہت چھوٹی لیکن صاف حروف والی۔ جینیلو میں جوئی آجائے

والی۔ جلد کرکچ۔ ہدیہ تین روپے۔

مجموعہ ظائف مترجم
سورۃ یس۔ نوح۔ انبیاء۔ ق۔ ملک۔ یزین۔ نجر۔ والھی الانشراح

القدر۔ العصر۔ ہفت سکن شش نقل۔ اسرار اعلیٰ۔ دعائے کبر العرش۔

درد ناز۔ درد لعلی۔ عہد نامہ۔ درد مستغاث۔ درد اکبر۔ دعائیں۔ ست نکالاجو اسباب شش نفیس دورنگی چھپائی کاغذ آرٹ جلد کرکچ للہ

مجموعہ ظائف بلا ترجمہ
وہی سب سورتیں وغیرہ جو مترجم ہیں ہیں۔ سائزہ آٹھ چھوٹا ہے

ہدیہ ایک روپیہ بارہ آنے

تعلیم الاسلام تاج
یہ چھ روز مانہ کتاب بھی تاج کمپنی نے اپنے مخصوص سلیقہ سے لاکھوں

کے ذریعہ چھپائی ہے۔ چار حصوں کا مکمل سیٹ۔ عہدہ محمد عسکری

پنجسورہ مترجم
انہایت اعلیٰ کاغذ اور کئی رنگ کی نفیس چھپائی قابل دید ہے۔ ہدیہ تین روپے چار روپے۔

بازوہ سورہ مترجم
یہ بھی خوبصورت کی طرح عجیب حسن جمال کا مترجم ہے۔ ہدیہ ساڑھے تین روپے۔

سناجات مقبول
سبع قربات عند اللہ وصلوۃ الرسول پیہی مشہور مقبول تحفہ ہے جس میں دعاؤں کے

فوائد کا انتہائی طریقہ اور ہر دن کے لئے منتریں وغیرہ مقرر کر دی گئی ہیں۔ منظر مٹا جاتا اور دیگر تمام اضافات شامل کتاب ہیں۔ جس صورت کے لئے بس تین کمپنی لاہور کا معیار سامنے رکھئے۔ قیمت مجلد تین روپے آٹھ آنے۔

سماز مترجم
بہت خوبصورت دورنگی چھپائی۔ کاغذ آرٹ۔ ٹائٹل دورنگا خوش نما۔ قیمت صرف آٹھ آنے

نوٹ۔۔ قرآن و حمائل کے آرڈر میں وہ نمبر ضرور تحریر فرمائیے جو اوپر نام کے ہمراہ دیئے گئے ہیں۔ طلب میں جلدی کیجئے۔ یہ تحائف زیادہ دنوں ملتے رہنے مشکل ہیں۔ تیو

مکتبہ تحلی دیوبند۔ ضلع سہارنپور (دیوبند)

چہل نسیم (اردو)

فضائل رسول اللہ، فضائل دورد شریف، دورد شریف کے زبوی اور اخروی مناقب، حکایات متعلقہ برکات دورد، آداب احکام دورد، خاص، وقایع، خاص مقامات، نکات دورد و سلام، دورد شریف پر ملے زیارت، حدیث و آثار کی روشنی، دورد شریف پر تفصیلی کلام حضرت مولانا اعجاز علی شیخ الادب، اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند اس کتاب کی بہت تعریف فرمائی ہے جو شروع میں درج ہے قیمت مر (مجلد ہی)

تقریر و لپیڈر

مولانا محمد قاسم اشرف علیہ کی وہ شہرہ آفاق کتاب جو ہر محقق کا ایاب تمی ادب اور طبع سے آراستہ سمجھی جاتی ہے، مولانا موصوف کی تصانیف کا مطالعہ کرنے والوں کیلئے آپ کا عمیق غریب، لیشیں اور فصیح کن اظہار اساتذہ تعارف نہیں، تقریر و لپیڈر میں آہستہ آہستہ اسلام کی خاصیت کو دنیا کے تمام مذاہب کے مقابلہ میں عقل و قلب کی اہل دلیلوں اس طرح ثابت کیا ہے کہ سخت سو سخت دشمن اسلام بھی اٹھتے بندھاں بگھنے بغیر نہیں رہ سکتا، گویا کتاب ایک تقابلی تصنیف ہے جس کا مطالعہ ہرگز بے نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ (مجلد ہی)

فیصلہ کن مناظرہ

از مولانا منظور نعمانی

دوبندیت اور برہمنیت کے درمیان ایک معرکہ الہا کلام دورد کا دورد ہانی کا پانی وہ واضح اور مثل گنگو جس کے بعد حق و باطل کے امتیاز میں کوئی ریب و شک باقی نہیں رہتا۔ صفات منقذیت ایک روپیہ۔ (مجلد ہی)

مصباح السالکین (اردو)

شریعت و طریقت کی تفصیلات، شریعت مسائل، مناجات و وظائف، اذکار اور تعویذات، دعا اور اب، دعائیں اور نقلیں قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔ (مجلد و پتے چار گنے)

اور اور رحمانی و اذکار سبحانی

مشرآن و حدیث سے مستنبط و ظنی، اذکار و اثرات و خواص، ذات و صفات کی تشریح و توضیح صحیح ترین تعداد و اوقات اور طریقے، قیمت صرف ار

امام اعظم ابوحنیفہ کی مفصل مولد صحاح

سیرۃ النعمان

از علامہ شبلی نعمانی

مسلمانوں کی اکثریت امام ابوحنیفہ کی پیروی میں کم و گم ہیں جو دین کے اس اعلیٰ دلیل کی سوانح حیات کا واقف ہوں۔ سیرۃ النعمان میں کی ہو پورا کرتی ہے۔ اس میں آپ کی زندگی کے مفصل حالات اور منتخب ایمان فرمودہ واقعات اور حیرت انگیز واقعات جمع کیے گئے ہیں۔ قیمت دورد پے (مجلد تین روپے)

بلوغ الشرام

یہ علامہ حافظ ابن حجر کی شہرہ آفاق تصنیف ہے، جس کی اصل اور اردو ترجمہ ایک ساتھ شائع کیا گیا ہے، ابن حجر کا اہل علم میں کیا اور جو ہے، ہا خیر حضرت اشرفیہ نہیں، آپ کی یہ تصنیف بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد اور دیگر متن کتب اور حدیث منتخب کے نکتہ دینی احکام کا گلہ سز ہے جو گورہ میں دریا کے برابر ہے، کم تعلیم یافتہ اور زیادہ پڑھے لکھے دونوں اس عجیب کتاب سے براہ رن شہ اٹھا سکتے ہیں۔ (قیمت مجلد آٹھ روپے)

پندرہ خاص انخاص کتابیں

اسلام کا نظام حکومت یعنی اسلام کی ریاست عمارت کا مکمل دستور سازی اور ضابطہ حکومت۔ جس میں اسلام کے نظام حکومت کے نام شیعوں کے نظریہ سیاست و سیادت کے تمام گوشوں کی ریاست و عدالت اور اس کے تعلقات اور عام دستوری مصلحتوں کو وقت کی کھری ہوئی زبان اور جدید تقاضوں کی روشنی میں نہایت تفصیل کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔ اسی کے ساتھ حکومت آج کی تاریخ و انبیاء علیہم السلام کی حکومتوں کی سرگزشت دلچسپ اور نثر پر یہاں میں بیان کی گئی ہے۔

قیمت چھ روپے۔ - نیکلسن روپے۔

عہد نبوی میں نظام حکمرانی از جناب محمد حمید اللہ صاحب اپنے موضوع کی بالکل دلکھی تیز ہے۔ فہرست کے چند حقائق ملاحظہ ہوں۔ عہد نبوی کا نظام تعلیم۔ آنحضرت اور جوانی وغیرہ۔ تقریباً بنیاد محققین اعتقاد اور خیال آرائی نہیں۔ بلکہ ہر چیز کو ٹھوس تاریخی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ تقریباً پانچ ستر سالوں کے حوالوں سے کتاب مزین ہے۔ یقیناً یہ کتاب آپ کے دینی و علمی مطالعہ کی ایک بیش بہا چیز ہے۔ قیمت جلد مع ڈسٹ کور للجر

سراپے رسول ۱۲ اجیاد نام سے ظاہر ہے اس مقدمہ میں کشتا گوشوں کو معتبر روایات و دلائل سے سامنے لایا گیا ہے۔ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا سونا جاکنا۔ بولنا۔ مسکرا نا۔ معاملات۔ اخلاق۔ عادات۔ مرغوبات۔ عقیدہ۔ غرض آخترہ کا تمام سراپا الفاظ کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ پیش لفظ سترہ ابوالاعلیٰ مودودی کا ہے۔ تاہم نیکلسن ۱۲

اشتراکیت و اس کی تجربہ گاہ میں اصول و نظریات کی پوری شرح و شرح کی جا چکی ہے کہ اسلام کے مقابلہ میں اشتراکیت ناکارہ ہے۔ لیکن بعض لوگ اصول و نظریات کو چھوڑ کر صرف واقعات سے بحث کرتے ہیں اور روسی پرو پگنڈہ روس میں اشتراکیت کا ڈھنڈا دہرا پیتا ہے اسے دلیل بنا کر اشتراکیت کی خوبیاں گولتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے یہ کتاب نہایت ضروری اور مفید کن تصنیف ہے۔ اس میں روس کے اشتراکی معاشرے کی صحیح صورت کو خود اشتراکی مصنفوں کیٹروں اور مشاہدین کی تحریر و تقریر کی روشنی میں نہایت مدلل اور واضح طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے خصوصاً اور ہر اس شخص کے لئے عموماً جو اشتراکیت کے عملی نتائج جاننے کا خواہش مند ہے۔ نہایت ضروری اور مفید ہے۔ قیمت مجلد تین روپے۔

محمد بن عبد الوہاب از مولانا مسعود غاظم ندوی بارہویں صدی ہجری کے مشہور مصلح شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی کی سیرت اور دعوت پر علمی و تحقیقی تصنیف جس میں مشرق مغرب کے تمام آخذ پوری طرح کھنگال کر غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔ نہ صرف کتابوں کے حوالے ہر شے ہیں۔ بلکہ ان کتابوں کی علمی تاریخی پوزیشن اور مقام کو بھی تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ کتاب کی ثقافت و اہمیت کے لئے فیاض مصنف کا نام ہی کافی ہے۔

قیمت دو روپے آٹھ آنے

اس پتہ سے طلب فرمائیے۔

مکتبہ تجلی دیوبند ضلع سہارنپور (دیوبند)

حضرت فخر عثمانی کا شاہ نامہ اسلام (جدید) مجلد پانچ روپے میں طلب فرمائیے۔ آنحضرت کے وصال اور خلافت راشدہ کے قیام پر عربیہ غریب چیز ہے۔

بخاری شریف اردو مکمل

یہاں تک کہ ہمیں علم ہے اصح الکتاب بعد کتاب اللہ دستہ ان کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف کا اتنا مکمل اردو ترجمہ آج تک شائع نہیں ہوا یہ پہلی اور نہایت مبارک کوشش ہے جو ”اصح المطالع کراچی ٹاؤن“ کی ہے، امام بخاری کی صحیح کردہ ۲۴۵ حدیثوں کا سلیس اور قابل اعتماد ترجمہ پاکیزہ طباعت و کتابت سے اچھے سفید کاغذ پر آپ مکتبہ تجلی دیوبند سے حاصل کر سکتے ہیں، تین حصوں پر مشتمل ہے جسکی مجموعی قیمت صرف چوبیس روپے ہے، جلد معمولی درمیں جلد سٹیمپڈ روپے، جلد تیرہ درمیں جلد تیس روپے۔ ہر حصہ الگ الگ بھی طلب کر سکتے ہیں، اس صورت میں فی حصہ نو روپے قیمت ہوگی (جلد تیس گیارہ روپے)

موطأ امام مالک متنسیر (عربی مع اردو)

”موطأ امام مالک“ احادیث نبوی کا وہ پیش بہا ذخیرہ ہے جسکو ساٹھ سالہ امام مالک نے ہر کسوٹی پر پرکھ کر اپنی صحیح کردہ احادیث سے انتخاب فرما کر مسلمانان عالم کیلئے مرتب کیا۔ کتاب اصل عربی باعرب اور اس کے مقابل اردو ترجمہ از علامہ وحید الزماں مع ضروری فوائد اس عمدگی کے ساتھ طبع ہوئی ہے کہ آج تک اس کی طباعت و کتابت کیاسی ادانہ ہوا ہو گا صفحات ۷۹۲ کاغذ اعلیٰ گلتر ہدیہ بلا جلد بارہ روپے، جلد معمولی تیرہ روپے (جلد چھترہ روپے)

مشکوٰۃ شریف (اردو)

پچھترہ صدیوں سے زائد احادیث نبوی کا پیش بہا ذخیرہ یعنی حدیث کی گیارہ کتابوں، بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد و ابن ماجہ نسائی، مسند امام احمد و مسند امام مالک، امام شافعی، بیہقی اور دارمی کا عطر۔ اس کتاب میں مشکوٰۃ عربی کی تمام احادیث کا مکمل ترجمہ مع ضروری تشریحات کیا گیا ہے اور حاشیہ پر بھی عنوانات قائم کر دی گئی ہیں، دو جلدوں میں کامل ہے، کاغذ سفید، کامل ہدیہ بلا جلد سولہ روپے اور جلد معمولی اٹھارہ روپے (جلد اعلیٰ تیس روپے)

ترمذی شریف (اردو)

بخاری و موطأ امام مالک کے بعد اصح صحاح ستہ کی مشہور کتاب ترمذی شریف کا بھی اردو ترجمہ چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ سفید کاغذ کاغذ، نفیس طباعت و کتابت، حصہ اول جلدوں میں روپے، حصہ دوم جلدوں میں روپے، دونوں حصے ایک ہی وقت طلب کریں تو انیس روپے

منہ کا پتہ مکتبہ تجلی دیوبند ضلع سرھا ونبور (یو۔ پی)

ارشاد فرمائیے
اس کی قیمت
میں اس
مولانا شمس
میں سے
استعمال
کئے سب
اسکا استمال
زبان سے
مولانا بخاری
میں سے
میں سفید پاپا
سرور کا مکتبہ
پاکستان

DURR-E-NAJAF

دُرِّ نَجْفِ



دھات کا مسخ اس میں مضبوطی اور اس میں سوز کی بادشاہ

- اندھے پن کے سوا آنکھوں کی تمام بیماریوں کا تیر بہدف علاج
- دھند، موتیا، جالا، رتوند، پڑبال اور سرخی وغیرہ کے لئے پینٹام شفا۔
- بارہ سال سے بے شمار آنکھوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

- درست نگاہ والے بھی اسے استعمال کرتے ہیں کیونکہ یہ آخری عمر تک نگاہ کو قائم رکھتا ہے۔
- ہدایات ساتھ بھیجی جاتی ہیں۔ عمدہ پکیٹنگ مضبوط اور تازہ نوٹ بہ خالص جستی کی بیانی سلائی ۲ میں طلب کیجئے۔

چند تعریفی خطوط کی نقلیں ملاحظہ فرمائیے

<p>یہ دوائے دو گناگہ اس سرمد کو استعمال کریں۔ سابو جوالا اسرن صاحب سائنس اعظم مراد آباد، ممبر کونسل ہیں نے سرمد نجف کا استعمال کیا نہایت مفید پایا۔ خان بہادر مولوی حاجی حکیم محمد علی خاں حسرت عرف مکہ میاں رئیس اعظم سرمد نجف بہت عمدہ سرمد ہے میں نے بہت سے شخصوں کو دیا۔ انھوں نے استعمال کیا اور بے حد تعریف کی۔</p>	<p>میں پہنچا ہوں۔ ڈاکٹر ظفر یار خاں حسرت ایم بی آئی ایم ایم آئی زم انولٹری سرجن لکھنؤ سرمد نجف آنکھوں کی بیماریوں کیلئے بہت فائدہ مند ہے میں نے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا۔ اس کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی میں ترقی ہوتی ہے۔ حکیم کنہیا لال صاحب وید سہارن پور سرمد نجف اکثر مریضوں کو دیا گیا اور اس کے استعمال سے ان کو فائدہ پہنچا سرمد نجف آنکھوں کے امراض کے واسطے نہایت مفید ہے۔ میں پبلک سے سفارش کرتا ہوں کہ اس کے استعمال سے فائدہ اٹھائیں۔</p>	<p>شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی صَدْرُ حَجَّةٍ عَلِيٍّ هَسْتَد ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ کا سرمد اس وجہ مفید ہے کہ اس کی توصیف میں آپ جو چیزیں سیری طرف سے لکھیں میں اس کی تصدیق کریں گا۔ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رہ تحریہ فرماتے ہیں میں نے سرمد نجف استعمال کیا اور دوسرے اعزاء کو استعمال کیا۔ تب اس کے بہت سے شریے میں سے استعمال کئے سب سے اچھا اور بہتر اسے پایا۔ مجھے امید ہے کہ شخص اسکو استعمال کرے گا وہ میرے بیان کی تصدیق صرف زبان سے نہیں بلکہ آنکھوں سے کرے گا۔ مولانا قاری محمد طیب حسرت بہتر از علوم دیوبند قسطنطنیہ میں نے یہ سرمد استعمال کیا۔ آنکھوں کو ترقی دے اچھا لیتے میں مفید پایا۔ امید ہے کہ اس بصیرت اس اہل انوار سرمد کا استعمال کر کے اسی نتیجہ پر پہنچے جس پر بد تجربہ کے</p>
<p>ایک تولہ پانچ روپے۔ ہا ماشہ تین روپے ایک ساتھ تین شیشیاں منگائے پھر لڈا کھا ایک یادوشہ شی پر ایک ہی حصول صرف ہوگا یعنی جو سرمد کی قیمت کے علاوہ ہے۔ انکے علاوہ بھی اور بہت سے خطوط یا موجود ہیں</p>	<p>ڈاکٹر انعام الحق صاحب ایل ایم ایم بیوٹیک ایف۔ آئی۔ سی۔ بی۔ ایس۔ رئیس مارجرہ میں نے سرمد نجف کو اپنے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا آنکھوں کے امراض میں مفید پایا میں ہمیشہ ہر شخص کو</p>	<p>ہندوستان کا پتہ: دارالفیض رحمانی دیوبند۔ ضلع سہارن پور۔ یو پی پاکستان کا پتہ: شیخ سلیم اللہ حسرت بی بی ۲۰، ناظم آباد کراچی۔ پاکستانی حضرات اس پتہ پر قیمت مع محصول ڈاک رو اور کے رسید منجی آرڈر میں بھیجیں۔ مال روانہ کر دیا جائے گا۔</p>

کتھا ستماز دیوبند

صرف ملت مرض ہی میں
نہیں صحت میں بھی وزن
استعمال کچھ۔ جو ہر زندان
دانتوں کو چمک و زلفات
عطا کرتا ہے۔

ایک قوی نسخہ سے بنا ہوا ابواب منجن

جوہر کاند

اگر دائرہ یادداشت لیتے
میں تو معدہ یقیناً
مریض ہو جائے گا اور
معدہ مریض تو صحت
کی بربادی یقینی ہے۔

جس طرح دارالفیض رحمانی کے سرمد ڈسٹریکٹ جف نے اپنے نمایاں فائدوں کے باعث مقبولیت حاصل کی اسی طرح
"جوہر زندان" بھی مقبولیت حاصل کرتا جا رہا ہے۔ اب تک استعمال کرنیوالوں کی اکثریت کی طرف سے برابر تعریفی خطوط آ رہے
ہیں۔ فوائد حسب ذیل ہیں:-

- پاتیوریا کے جرثیم کو مارتا اور مرض کو جڑ سے اکھیرتا ہے۔
- دائرہ یادداشتوں کے سخت و سخت درد کو فوری تسکین دیکر نزلہ کا پانی نکالتا اور درد پیدا کرنیوالے اسنا کو ختم کرتا ہے۔
- روزانہ اس کا استعمال ان لوگوں کیلئے بھی ضروری ہے جن کے منہ میں کوئی مرض نہیں۔ کیونکہ یہ مرض پیدا کرنے
والے مادوں کو جمع ہونے سے روکتا اور مرض کے جرثیم کو ہلاک کرتا ہے۔
- دانتوں میں پاکیزہ چمک اور خوشامی پیدا کرتا ہے۔ اسکے استعمال کرنیوالوں کے دانتوں میں کٹڑا کبھی نہیں لگتا۔
- منہ کی بدبو اور ہیک کو ختم کرتا ہے۔ ● ٹھنڈے پانی یا گرم چیزوں کو دانتوں میں لگنے نہیں دیتا۔
- یاد رکھئے۔ ہم نے اسکی دو قسمیں کر دی ہیں۔ نمبر ایک۔ جو کسی مرض کی موجودگی میں استعمال کرنی چاہئے۔
- نمبر دو۔ جو اچھی حالت میں عام استعمال کیلئے ہے۔ چیز دونوں ایک ہی ہیں۔ صرف ذائقہ کا فرق ہے۔ روزانہ معمولاً استعمال
کرنیوالوں کیلئے ذائقہ کو کافی گوارا بنا دیا گیا ہے۔ طلب کرتی وقت نمبر ایک یا نمبر دو ضرور لکھئے۔ دونوں کی قیمت میں کوئی
فرق نہیں۔ چار تولہ کا سلنگ دس آنے ۱۰
- نوٹ:- منجن پر ڈاک خرچ پھر آئے۔ اگر سرمد درجنڈا اور منجن ایک ساتھ منگائیں تب بھی یہی ڈاک خرچ ہوگا۔ دونوں ایک ساتھ منگائیں کفایت ہے۔

DARULFAIZ
RAHMANI. DEOBAND. U.P.

دارالفیض رحمانی۔ دیوبند (دیوبند)

پاکستان کاٹھ۔ شیخ سلیم اللہ صاحب صاحب سٹی ۲/۵
د ناظم آباد کراچی
اس پتہ پر قیمت سے ڈاک خرچ جیو مکر سیریس میں ۱۱
فرماتے۔ یہاں سے سال روانہ کر دیا جائے گا۔